لطیفہ۸

حقیقتِ معرفت راہ سلوک وسلسلہء تربیت ووجہ خاص وحجب ظلمانی ونورانی وانواع تجلیات وتلبیس ابلیس

قال الاشرف :

السلوك هو الخروج عن الصفات البشريةو الدخول فى مقامات العلية.

ترجمہ: حضرت اشرف جہانگیر (قدوۃ الکبرا) فرماتے ہیں کہ صفات بشریہ سے نکلنا اور مقامات علیہ میں داخل ہونا سلوک ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہر گردہ صوفیہ کا سلوک مختلف ہے چونکہ اس جگہ ہم کو صوفیہ کے مہتم بالشان گروہ اور طائفہ علیہ کے سلوک کو بیان کرنا مقصود ہے لہٰذا دوسرے مذاہب کے طریقۂ سلوک کو بیان کرنا تضیع وقت سمجھا گیا۔ حضرت نور العین نے خدمت گرامی میں عرض کیا کہ کلمات مشائخ میں کہا گیا ہے کہ الطرق الی اللّٰہ بعد دانفاس الخلائق (اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے طریقے مخلوق کے سانسوں کی تعداد کے برابر ہیں یعنی ناقابل شمار)۔

ایک اور جگہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کا راستہ نہ شرق میں ہے نہ غرب میں۔ نہ عجم کے ساتھ مخصوص ہے نہ عرب کے ساتھ بلکہ بندہ کے دل میں ہے۔ بظاہر مشائخ کے ان دونوں ارشادات میں تعارض پایا جاتا ہے اس لئے کہ مقولہ اول سے غیر محدود ہونا سمجھا جاتا ہے اور کلمۂ ثانی سے حد بندی معلوم ہوتی ہے پس ان دونوں متضاد بیانات میں تطبیق وتوفیق کس طرح ہوسکتی ہے؟ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ طرق الی اللّٰہ بعددانفاس الخلائق سے مراد راستوں کی کثرت نہیں ہے جن سے سلوک کیا جائے بلکہ مراد اس سے حق کا پانا ہے ہر سالک عارف کو ہر سانس میں اللہ تعالیٰ کی صنعتوں اور غیر متناہی ایجادوں سے جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے ما رایت شیئًا الّا رایت اللّٰہ (میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی جس میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ نہ کیا ہو) تو ہر مصنوع مثل ایک راہ کے ہے اپنے صانع کی طرف تو مشائخ کا قول پورا اترآیا کہ اللہ کی طرف راستے تبعداد انفاس خلائق ہیں۔ شعر

ففی کل شئی لہ آیۃ تدل علی انہ واحدٌ	ہر شئ میں اس کی ایک نشانی موجود ہے جو اس امر کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ وہ واحد دیکتا ہے۔

گوشہ نشیں گنجہ (نظامی گنجوی) نے کیا خوب کہا ہے۔

شعر

ہر آنچہ آفریدست بینندہ را	نگاہوں میں اہل نظر کے جہاں
نشان میدہد آفر یندہ را	ہے خلاق کا اپنے دیتا نشاں

پس جب یہ معلوم ہو گیا کہ ان غیر محدود اور غیر منحصر راستوں پر گامزن نہیں ہو سکتے تو اب سوائے دل کے راستہ کے سلوک کا اور کوئی راستہ نہیں رہا۔ اس سلوک کے تمام مشائخ نے بحسب تفصیل بہت سے مشرب مقرر کیے ہیں۔ ہر چند کہ یہ مشرب بے شمار ہیں لیکن وہ مشارب کثیرہ اور مذاہب کبیرہ صرف ان دو مشربوں پر منحصر ہیں ایک سلوک سلسلہ تربیت اور دوسرا سلوک وجہ خاص۔

اخیار، ابرار، شطار اور ان کے علاوہ طرق سلوک، سلوک سلسلہ تربیت میں داخل ہیں۔ اور بہت سے اولیائے اکمل اور عرفائے مکمل اسی سلوک سلسلہ تربیت کی راہ سے منزل مقصود تک پہنچے ہیں۔ صرف تھوڑے سے مشائخ نے اپنے بعض مریدوں اور طالبوں کو ''سلوک وجہ خاص'' کے ذریعہ منزل پر پہنچایا ہے لیکن یہ طریق سلوک ہر طالب کے بس کی بات نہیں ہے۔

قطعہ

معشوق در دو عالم چون فروشد بخوبی	معشوق دو جہاں میں خوبی میں جب ہے یکتا
عاشق نشاید الا از ہر دو کون فردی	کونین میں ہے اس کو عاشق بھی فرد زیبا
ہر رو بہی نیارد درراہ عشق رفتن	ہے راہ عشق چلنا دشوار لومڑی پر
درراہ عشق باید مردی وشیر مردی	اس راہ میں چلیگا جو شیرِ مرد ہوگا

یہ مشرب تو ایک ایسا گلستان ہے کہ ہر باغبان اس میں گل چینی نہیں کر سکتا اور یہ مذہب (مسلک) ایسا بوستان ہے کہ ہر شخص یونہی اس میں جا کر نہیں بیٹھ سکتا۔

لجامعہ

بہ گلزاری کہ گل بسیار باشد	بہت گل رکھتا ہے جو صحن گلزار
رہش از ہر طرف پر خار باشد	ہے اس کی راہ ہر جانب سے پرخار
درین گلزار چون آرد قدم زد	قدم رکھے وہ کیسے اس چمن میں
کسی کورا قدم افکار باشد	کہ جس کا ہر قدم ہو پراز افکار

اس سلوک اول میں (سلوک لسبلسلہ تربیت) بعض سالکوں کو چالیس سال اور بعض کو پچاس پچاس سال گزارنے پڑے ہیں۔ تب کہیں وہ عروسِ مقصود کی نقاب کشائی کر سکے ہیں اور اپنے معبود (مقصود) کے چہرہ زیبا سے نقاب لٹ سکے ہیں اور دوسرے سلوک میں اگر پیرومرشد کی مدد طالب راہ کے مقدر اور طالع کے موافق ہوئی اور مرشد

کی دستگیری اورعنایت اس کے حال کے مطابق ہوگئی تو تھوڑی مدت ہی میں سالک اپنے وجدان مقصود وعرفان معبود کی سرحد میں پہنچ جاتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ بعض طالبوں اور کامل مریدوں کو حق تعالیٰ اس راہ میں ایک ہفتہ یا ایک مہینہ میں منزل مقصود تک پہونچادے اور دریائے غیب سے ساحل شہود پر بٹھادے۔

شعر

راہرو پیمود رہ را دوگام	دو قدم میں راہ کو طے کرلیا
حاصل از رہ کرد خودرا در دو گام	منزل مقصود کو حاصل کیا
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط [۱]	یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

سلوک کے یہ دونوں طریقے سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور آپ کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تمسک رکھتے ہیں۔ لیکن ان دونوں میں طریقہ اول بہت مشہور ہے۔ وہ ہی معمول رہا ہے حالانکہ طریقہ ثانی نادروآسان ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ ہر چند کہ جس قدر زیادہ وقت گزرے گا حقائق ظاہر ہوں گے اور سلوک وجہ خاص کا صدور خلائق سے ہوگا۔ اب سلوک بہ سلسلہ تربیت کی تشریح کی جاتی ہے۔ توجہ سے سنو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ؁	بے شک ہم نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا پھر اس
ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ؁ لا [۲]	کو ہر نیچی سے نیچی بات کی طرف پھیردیا۔

جب حقیقت انسانی کے شہباز نے وحدت صمدانی کی فضا سے پرواز کرکے صحرائے واحدیت میں اپنے پروبالِ انفصال کو کھولا تو فضائے عالم ارواح کو چار ہزار سال تک اپنی شکارگاہ بنائے رکھا۔ ہزار سال بھی اس مدت کو کہا گیا ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان اللّٰـه خلق الارواح قبل الاجساد	بے شک اللہ تعالیٰ نے ارواح کو جسموں سے چار
باربعة آلافٍ	ہزار سال پہلے تخلیق فرمایا۔
وفی روایة الف سنة	ایک روایت میں ہزار سال آیا ہے۔

قطعہ

چو انسان را حقیقت ہمچو شہباز	وجود انس نے جب تنکے شہباز
زو کر وحدت خود کرد پرواز	کیا ہے مامن وحدت سے پرواز
نشیمن ساختہ برشاخ ثانی	نشیمن کرلیا پھر شاخ ثانی
بباغِ روح کردہ باغبانی	چمن میں روح کے کی باغبانی

---

[۱] پ٦ مائدہ ۵۴ [۲] پ ۳۰ التین ۵۔۴

http://Ashrafi.org

اسی فضا میں روح انسانی کے شجر سے بہت سی شاخیں ہوئیں۔ چنانچہ حقیقت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور سے ارواح انبیاء علیہم السلام پیدا کی گئیں اور ارواح انبیا سے ارواح اولیاء (رحمہم اللہ تعالیٰ) ظہور میں آئیں اور ارواح اولیاء سے ارواح مومنان کا وجود ہوا اور ارواح مومنان سے ارواح عاصیاں کا ظہور ہوا اور عاصیوں سے منافقوں اور منافقوں سے کافروں کی روح پیدا کی گئیں۔ الغرض روح انسانی کی بہت سی شاخیں ہیں اور ہر شاخ پر مرغ روحانی کا بسیرا تھا۔ ان روحانی شاخوں میں سے چند یہ ہیں۔ عقل کل۔ نفس کل۔ جوہر یا شکل کل۔ جب اس مرغ روح نے یہاں سے پرواز کی تو شاخ مثال پر آ کر بیٹھا۔ **شعر**

زباغ روح چون پرواز کردہ	چمن سے روح کے کی جبکہ پرواز
بہ گلزار مثال آواز کردہ	تو گلزار مثال آ کر دی آواز

اس طرح ایک مدت تک شاخ مثال پر مرغ روح ترنم سرا رہا تب کہیں صحرائے مثال سے نکل کر میدان اجسام میں پہنچ سکا۔ شجرہ روح کی طرح درخت انسانی کی بھی بہت سی شاخیں ہیں۔ جسم کل۔ عرش وکرسی۔ فلک زحل۔ فلک مشتری۔ فلک مریخ۔ فلک شمس۔ فلک زہرہ۔ فلک عطارد۔ فلک قمر۔ کرہ نار۔ کرہ باد۔ کرہ آب۔ کرہ خاک۔ جمادات ونباتات اور حیوان اور حیوان میں انسان ہے (حیوان ناطق) پس حقیقت میں انسان اتنے مرحلوں سے گزر کر اس عالم فانی میں ظہور پذیر ہوا۔ اور یہ موجود تمام موجودات سے پست ترین ہے۔ اسی طرح لطافت حقیقی سے انتہائی بعد کے باعث نہایت کثیف ہے چنانچہ تمام موجودات میں آخریں اور اسفل ہے۔ پس جو فیض بھی (عالم بالا) سے اس کو پہنچتا ہے وہ ان تمام مراتب بالا سے گزرتا ہوا اس تک پہنچتا ہے اور ان احکام وآثار سے منصبغ (مستفید) ہوتا ہوا اس تک پہنچتا ہے کہ یہ انسان دوسرے عالم معنوی کی جمعیت کے اعتبار سے جامع ترین موجودات ہے اگرچہ بحسب صورت (بظاہر) ان میں ہی داخل ہے اور اسی کلی کا ایک فرد ہے۔ اسی کا نام عالم انسانی ہے کہ یہی عالم انسانی، عالم ظہور ذات احدیت ہے جس میں تمام موجودات سفلی وعلوی ظاہری وباطنی جمع ہیں۔

مثنوی از حضرت جہانگیر اشرف

دران گلزار چون کم دید آرام	جو دیکھا اس چمن میں کم ہے آرام
نہادہ رو بسوئ باغ اجسام	توجہ کی بسوئ باغ اجسام
نہال باغ رابسیار شاخ است	نہال جسم کی شاخیں ہیں زیادہ
کہ بلبل را در میدان فراخ است	ہے بلبل کو جہاں میداں کشادہ
چو انسان شاخ پائین شجر شد	جب انساں شاخ پائین شجر ہے
ازان ہر شاخ شاخش پر ثمر شد	لہٰذا ٹہنی ٹہنی پر ثمر ہے

بلی شاخی کہ دارد میوہ بسیار
اک ایسی شاخ جس میں میوہ اکثر

نہد سرانشیب ازباراثمار
جھکاتی بوجھ سے نیچے ہے وہ سر

گل گلزار انسانی غریب است
ہے کیا نادر گل گلزار انساں

مل بازار سبحانی عجیب است
عجوبہ ہے مل بازار سبحاں

زہی باغی کہ ازوی شاخ انسان
عجب ہے باغ جس سے شاخ انساں

دہد مر باغبان راباغ عرفان
ہے دیتا باغباں کو باغ عرفاں

بسی دروی گلی اسماء کلی
گلِ اسماء کلی خوب اس میں

شگوفہ ازنسیم فیض ازلی
نسیم فیض ازلی سے کھلی ہیں

درخت باغ را این طرفہ بار است
درخت باغ کا طرفہ ہے یہ بار

کہ در بارش درختان وثمار است
کہ جس سے پھل میں ہیں اشجار واثمار

ہزاران بلبل اندر باغ عالم
ہزاروں بلبل اندر باغ عالم

بہ اسماء می کند باہم ترنم
ہیں نغمہ سنج سب اسماء سے باہم

عجب این قطرہ از دریائے وحدت
عجب ہے بحر وحدت کا یہ قطرہ

کہ در قطرہ بود صحرائے کثرت
کہ اس قطرہ میں ہے کثرت کا صحرا

ازیں قطرہ چو گردد بحر موّاج
اسی قطرہ سے جب ہو بحر مواج

دری آید کہ باشد درۃ التاج
ملے موتی کہ جو ہے درۃ التاج

اگر خواہی کہ در دریائے عرفان
اگر غوطہ زنی ہو بحر عرفاں

زنی غوطہ چو غواصان وجدان
ہے مقصد مثل غواصان عرفاں

طلب از گوہر اشرف کہ ثمینست
اشرف سے کر تو چشم بینا

کہ بحر وحدت اوراتا بسینت
ہے بحر وحدت ان کے تابسینہ

نہنگ بحر عرفان نام دارد
نہنگ بحر عرفاں نام ان کا

درو بحر نہنگ آشام دارد
وہیں بحر نہنگ آشام ان کا

حقیقت انسانی مذکور ہر ایک مراتب مسطور میں کہ تنزل فرمایا ہے تو ضرور اس کے لئے ایک تعین وتقید رونما ہوا اور اس تعین وتقید کے سبب سے دولت قرب شہود سے دور اور حضور کی لذتوں سے مہجور پڑا رہا۔ خصوصًا خلقتِ انسانی وصور جسمانی میں کہ یہاں ایک خاص تعین پیدا ہوا اور قابل گریز تقید ظاہر ہوا جس کے سبب سے بعض افراد انسانی نے دعویٰ انانیت سے سرکشی کی اور اپنے کو مستقل الوجود دیکھا۔ عجب دوری ومہجوری ہے۔ اللہ کی پناہ ہے اس سے بیابان محرومی وصحرائے مہجوری میں شہسوار

حقیقت انسانی شکار کرتا تھا اور آرزو کے ہر ہرن اور شکار رنگ وبو کے پیچھے رہوار کو فکریں تھیں ناگاہ سعادت ازلی ودولت لم یزلی کا شیر و ببر غیبی کچھار اور لاریبی بیشہ سے رونما ہوا اور ہوائی ہرنوں اور خودنمائی کے شکار اس سے گوشۂ عدم میں آگئے اور اس کا میلان شکار گاہ احدیت وفنا فی الصمدؔ کی طرف ہو۔اس وقت اس نے سرِ ارادت کو بارگاہ میں رکھا کہ اس کو گوشۂ خطرناک وبیابان پر خطر میں گذارنا ہو سکے مظہر موسیٰ ہوکر طور راہ پر قدم رکھے اور دامن کسی خضر صفت کا کہ جس کی شان میں

فَوَجَدَ اعَبْدً امِّنْ عِبَادِنَآ	تو انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک
اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا	بندے (خضر) کو پایا جسے ہم نے اپنے پاس
وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ [۱]	سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی سکھایا

نازل ہوا ہے پکڑلے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں پیرومقتدا ہونے کی قابلیت واستعداد کے شرائط اس آیت سے استنباط کئے گئے ہیں تو پیر کو چاہیئے کہ ان پانچوں اوصاف سے موصوف اور معرفت عارفانہ سے معروف ہو جیسا کہ مرصاد فرماتے ہیں پہلے عبدیت خاص سے مخصوص ہونا کہ مِنْ عِبَادِنَا ہے۔دوسرے حقائق ایتاء وعطاء کا قبول استحقاق کرنا بارگاہ سے بلاواسطہ کے کہ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً ہے۔ تیسرے رحمت خاص کے پانے کی خصوصیت ہونی مقام عندیت سے کہ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ہے۔چوتھے علوم کے سیکھنے کا شرف حضرت حق سے ہونا کہ عَلَّمْنٰهُ ہے پانچویں بلاواسطہ علوم لدینہ کی دولت پانا کہ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ہے۔قریب قریب مثنوی مولوی کے اشعار پڑھے۔

مثنوی

پیر تابستان و خلقان تیرماہ	پیر گرمی خلق ہے گرمی کا ماہ
خلق مانند شبند و پیر ماہ	خلق گویا رات ہے اور پیر ماہ
کردہ ام بخت جوان را نام پیر	کردیا بخت جواں کا نام پیر
کو زحق پیر ست نی زا مام پیر	ہے جو پیر حق نہیں ہے سن میں پیر
اوچنان پیراست کش آغاز نیست	ابتدا جس کی نہیں ایسا ہے پیر
یا چنان در یتیم انباز نیست	ایسا گوہر ہے نہیں جس کا نظیر
خود قوی تر میشود خمر کہن	خود قوی تر ہوتا ہے خمر کہن
خاصہ آن خمری کہ باشد من لدن	لیکن اچھی ہے شراب من لدن

---

[۱] پ ۱۵ الکہف ۶۵

http://Ashrafi.org

پیر را مگزین کہ بی پیر این سفر | پیر کو لے کیونکہ بے اس کے سفر
ہست بس پُر آفت وخوف وخطر | ہے بہت پُر آفت وخوف وخطر
گر نباشد سایۂ پیر ای فضول | پیر کا سایہ نہو گر اے فضول
پس ترا سرگشتہ دارد بانگ غول | تجھ کو پھر سرگشتہ رکھے بانگِ غول
غولت ازرہ افگند اندر گزند | ڈالے تجھ پر غول آفت راہ سے
از تو دانا تر درین رہ بسپرند | تجھ سے دانا تر اسی رستہ چلے

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے جب ایسا پیر ہاتھ لگے تو اس کا دامن مضبوط پکڑے اور پیر کو چاہیئے کہ پہلے مرید کو علوم شرعیہ کی جس کی ضرورت اصلی ہے سکھائے اور بعض عقائد صوفیہ سے بطور اجمال کے آگاہ کردے اس کے بعد کسی شغل میں جو اس کی حالت کے مناسب ہو مشغول فرمائے لیکن سب اشغال سے مرید مبتدی کے لئے ذکر جہر زیادہ مفید ہے۔ مرید ان اذکار وافکار اور رات دن سیر بدرجہ کمال میں پہلے مرتبہ حیوانیہ پر پہنچتا ہے اور جو کچھ تمام حیوانات پر ظاہر ہوتا ہے اس پر ظاہر ہوتا ہے۔

شعر

درین منزل بو داز لطف سبحان | ہے اس منزل میں ہوتا فضل سبحاں
بکشف دیدہ اش مکشوف حیوان | اسے کھلجاتا ہے مکشوف حیواں

جب اس مرتبہ سے ترقی کرتا ہے تو مرتبہ نباتیہ میں پہنچتا ہے نباتات کی خاصیتیں معلوم کرتا ہے اور اشیاء کی تسبیح کو سمجھتا ہے۔

قطعہ

درینجا شد ضمیر پاک سالک | ہوا اس جا ضمیر پاک سالک
بملک بر نبات مرز مالک | شہ ملک نبات از حکم مالک
شدہ در ہر زمان اسرار تسبیح | رمانہ میں ہوئے اسرار تسبیح
بہ پیش فکر سالک راہ تشریح | برائے فکر سالک راہ تشریح

جب اس مرتبہ سے ترقی کرتا ہے اور خیمہ بیان ترقی وعروج میں قائم کرتا ہے تو شہر جماد میں پہنچتا ہے اس کے عجیب اسرار اور نادر حکمتوں پر آگاہ ہوتا ہے اس کے کانوں کے دفینے اور خزانوں کے جواہر گویا آنکھوں کے دیکھے ہوجاتے ہیں۔

مثنوی

درینجا از جواہر کان اسرار | یہاں پر گوہروں کے کان اسرار
بہ پیش جوہری آرند خروار | حضور جوہری کرتے ہیں انبار

ولی این جوھر کان معانی	مگر یہ جوھر کان حقائق
بکار جوہری نا ید تو دانی	نہیں ہے جوہری کے کچھ بھی لائق

جب اس منزل سے اوپر ٹہلتا ہے تو خیمہ مرغزار خاک میں نصب کرتا ہے یہاں ایک دفتر دیکھتا ہے اور دیوان پاتا ہے عجائب و غرائب سے بھرا ہوا جس میں کلمات اسرار و الفاظ آثار بے حد و بے شمار ہیں۔

مثنوی

بآخر خاک چون بریشت شب رنگ	ہے آیا خاک میں جس دم کہ رہوار
عجائب خود بدہ شہری خوردہ اورنگ	تو دیکھا شہر شاہی کا سزاوار
چہ نادر مسکن انواع اصناف	ہے کیسا مسکنِ انواع اصناف
کہ نبود ہمچو او در ہیچ اطراف	نہ اس کی مثل ہے قطعاً بہ اطراف
چو سیمرغ درون قاف مظہر	ہے کوہِ قاف میں سیمرغ جیسا
رسیدہ صیت او در ہفت کشور	ہے ہفت اقلیم میں آوازہ اس کا

جب اس مرتبہ سے عبور کرتا ہے تو سلوک کی کشتی کو دریائے آب میں ڈالتا ہے اور قلزم

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ط ۱	اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندگی دی۔

میں تیراک ہو جاتا ہے اور کشتی

بَسَطْتُ الْاَرْضُ عَلَى الْمَآءِ	اور پانی پر زمین کو بچھا دیا۔

ساحل مقصود کو مل جاتی ہے۔

مثنوی

چو کشتی را در آب افگند ملاّح	جو کشتی ڈالدے پانی میں ملاّح
بدر یایٔ عیان شدغرق ارواح	تو بحر کشف میں ہوں غرق ارواح
چہ دریایٔ کہ اور انیست پایاب	عجب دریا نہیں ہے جس کا پایاب
بہر سو آشنارا کرد غرقاب	ہوا تیراک ہرسمت اس میں غرقاب

جب سالک کا سامان دریائے آب سے ساحل ہوا کو پہنچتا ہے تو ایک ایسی دنیا میں گذر واقع ہوتا ہے کہ باد ہوائی و نسیم خوشنوائی کے سوا کوئی لطافت و دلبستگی اس گلزار و سمن زار سے باہر نہیں آتی۔

---

۱ پ ۱۷ انبیاء ۳۰

http://Ashrafi.org

مثنوی

چو در بحر ہوا افگند زورق — جو بحر باد میں کشتی کو ڈالا
جہا نرا یافت جملہ ظل بیرق — تو پایا خلق کو جھنڈے کا سایہ
بصحرائے ہوازاینجا گذر کرد — بیابانِ ہوا میں واں سے گزرا
بصور تہائے غیبی در نظر کرد — امور غیب کو آنکھوں سے دیکھا

اسی طرح مرتبہ بمرتبہ نزول کے برعکس عروج کرتا ہے جتنا سالک کی کثافت اور تقید کم ہوگا لطافت ظاہر اور وسعت زیادہ ہوگی اور مراتب عالیہ سے نسبت زیادہ کامل ہوگی اور علم وادراک بہت وسیع ہوگا یہاں تک کہ اپنے عین ثابت تک پہنچ جائے اور وہ اسم کہ اس کا عین ثابت جس کا مظہر ہے بصورتِ استعداد کلی ہیولانی الوصف کے اس پر جلوہ فرما ہوجائے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت عین ثابت میں سالک ان تین مراتب میں ایک سے خالی نہ ہو۔

مرتبہ اوّل:۔ یہ کہ اس کا عین ثابت تمام اعیان ثابتہ وصور علمیہ کو جامع وشامل ہو مثلاً عین ثابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعض کامل وفرمانبرداروں اور کامل سالکوں کے اعیان ثابتہ کو جنہوں نے قدم بقدم سلوک کیا ہے پس اپنے عین ثابت پر ہی آگاہ ہوجانا یقیناً آگاہ کردے تمام اعیان ثابتہ اور اس کے احکام وآثار پر ازل سے ابد تک۔ گوشہ نشین گنجہ نے اس مقام کا مکرر نشان دیا ہے۔ **شعر**

دران دائرہ گردش راہ او — یہاں پر تو وہ گردش راہ ہے
نمود از سرِ او قدمگاہ او — نمودار سرسے قدمگاہ ہے

پیروان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جنہوں نے اپنے مرکب سلوک کو قدم مبارک کے نشان پر چلایا ہے صاحب فصوص ہیں کہ وہ اپنے مقام جمعیت سے خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کھول دیا میری بصارت وبصیرت و خیال کی آنکھ کو تو میں نے چشم بصارت سے وہ دیکھا جو محسوس نہیں ہوتا مگر اسی سے اور میں نے چشم بصیرت سے وہ دیکھا جو مدرک نہیں ہوتا مگر اسی سے اور میں نے چشم خیال سے وہ دیکھا جو نہیں دیکھا جاسکتا مگر اسی سے تو ہوگیا معاملہ میرے لئے دیکھا بھالا ہوا اور حکم جو خیالی وہمی تھا تقلید کی وجہ سے موجود یقینی ہوگیا تو میں نے جان لیا مرتبہ اس کا جس نے پیروی کی حضور کی اور حضور رسول مبعوث سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میں نے مشاہدہ کیا تمام انبیاء کا آدم علیہ السلام سے لیکر حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور مشاہدہ کرادیا اللہ تعالیٰ نے مجھکو انبیا کے تمام ماننے والوں کا یہاں تک کہ نہیں باقی رہا ان میں سے کوئی جو ہوچکا اور جو ہوگا قیامت تک ان کے خواص وعوام سے اور میں نے تمام گروہ کے مرتبوں کو دیکھا تو جان لیا ان کے اقرار کو اور آگاہ ہوگیا سب چیزوں سے جس پر وہ بالا جمال ایمان لائے اس چیز سے جو عالم علوی میں ہے اور میں نے ان

http://Ashrafi.org

سب کو دیکھا بھالا۔

مرتبہ دوئم:۔ یہ کہ سالک کا عین ثابت بعض اعیان ثابتہ کا جامع ہوتو اس کی آ گاہی اس مقام میں بعض افراد عالم کے لئے ہوان کے احکام و آثار کچھ بیان کرے۔ جیسا کہ فتوحات میں دوسرے سے نقل فرماتے ہوئے منقول ہے کہ جب میں بلاد اندلس سے بحر روم کو پہنچا تو اپنے دل میں قصد کیا کہ دریا میں اس وقت تک سوار نہ ہوں گا جب تک اپنے احوال ظاہرہ وباطنہ وجودیہ کی تفصیلات کو نہ دیکھ لوں جو کچھ مقدر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پراور میرے بھائیوں پر اپنی آخر عمر تک تو متوجہ ہوا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف پورے حضوروشہود اور کامل مراقبہ کے ساتھ تو دکھادیا اللہ تعالیٰ نے میرے اور میرے ساتھیوں کے تمام احوال کو جو میری آخر عمر تک جاری ہوں گے ظاہر وباطن میں یہاں تک کہ تمہارے والد اسحٰق بن محمد اور تمہاری صحبت کو اور تمہارے احوال وعلوم وذوق ومقامات ومکاشفات اور تمہاری تمام خصوصیات کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ پھر میں دریا میں سوار ہوا علم و یقین کی حالت میں اور وہی ہوا جو معلوم ہوا تھااور وہی ہوگا بغیر کمی بیشی کے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ حضرت مخدوم شیخ عبدالرزاق کاشی اپنے پیر سے نقل کرتے تھے کہ میرے پیر کی ایک خاص نگاہ تھی کہ جب چاہتے کہ کسی کے حال پر آگاہ ہوجائیں تو اس پر ایک نظر کرتے اور اس کو اس کے دنیا وآخرت کے احوال کی خبر دے دیتے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے تقریبًا ان الفاظ میں فرمایا کہ حضرت سید علی ہمدانی مدینۃ الاولیاء میں بزرگوں کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے تھے اس فقیر کی طرف اشارہ کیا کہ ان لوگوں کے حالات موجودہ وواقعات آئندہ کماحقہ معرض بیان میں لائے حضرت میر کے قلب مبارک کی توجہ کوفقیر کے دل میں حق تعالیٰ نے القا فرمایا اوران حضرات کے حالات کوظاہر کردیا جیسا کہ تمام جزوی وکلی واقعہ میں نے حضرت میر سے عرض کردیا چندروز گذرنے پر جوعرض کیا گیا تھاوہی دیکھا گیا۔

مرتبہ سوم:۔ یہ ہے کہ اس کا عین ثابتہ کسی کے اعیان ثابتہ کا جامع نہ ہوصرف اپنے ہی عین ثابتہ کا جامع ہو جیسا کہ شیخ نجم الدین صغیر نے اپنے مکشوفات حضرت قدوۃ الکبرا سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ چلہ کے آخر میں ماہ رمضان المبارک کی ۲۹ تاریخ کو اولین وآخرین کے حالات مجھ پر منکشف کردیئے گئے بلکہ ازل وابد کے معاملات کو مجھ پر ظاہر کردیا گیا اور اب جب کہ میں ساٹھ سال کا ہوں مجھے یقین ہوگیا ہے کہ میری اولاد مقام میثاق ازلی میں بابا آدم کے تلوے میں تھی۔

شعر

چو عکس او بجام خام افتاد — پڑا جب عکس اس کا جام می میں
نظر آغاز برانجام افتاد — پڑیں اول سے آخر تک نگاہیں

http://Ashrafi.org

شیخ نجم الدین کبیر نے حضرت قدوۃ الکبرا سے عرض کیا کہ سالکوں اور درویشوں کے چاروں مراتب براہ کرم بیان فرمادیں فرمایا جب تک کہ طالب از سرتا پا طلب یعنی علم یقین سے آراستہ نہ ہوایک دن پریشانی وخلل سے جھوٹا اور بے کار ہو جائے گا اور وہ سالک جوحق کا فیض کامل عین اللہ سے دل میں نہیں رکھتا نفس کی ذات سے ایک کتا ہوجائے گا۔

قطعہ

الف سالک است بیعت صدق	سچی بیعت الف ہے سالک کی
زو شدہ سالک راہ حق زیبا	راہ حق چلنا اس کو ہے زیبا
از رہِ لطف جوھر طالب	ہے لطافت سے جوھر طالب
ظل آبست ممترخ زصفا	سایہ پانی کا باجلاء و صفا

جب سالک عنایت الٰہی ومدد غیر متناہی سے اپنے عین ثابت تک پہنچ جائے تو اس مقام میں سلوک ختم ہوجاتا ہے اور سیر جذبہ جلیہ سے بدل جاتی ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ تک اس راہ میں رسائی ممکن نہیں ہے۔اس سلوک والے کوسالک مجذوب کہتے ہیں۔جب اس مرتبہ سے نزول فرماتا ہےاوراپنے مقام اصلی کی طرف لوٹتا ہےتو طالبوں کی تربیت کرسکتا ہے۔

بیت

ہرآن سالک کہ کردانزال واعراج	بلند وپست کی پائی جو معراج
بفرق طالبانست درۃ التاج	مریدوں کے ہےسر پر درۃ التاج

اور اگرعنایت ازلی وہدایت لم یزلی سے ناگاہ بلا واسطہ سلوک کے شرف جذبہ سے درگاہ عرفان معروف میں مشرف ہوااوراسی جذبہ کی حالت میں اگرکسی بزرگ کی بارگاہ میں پہنچ جائے جس کا دونوں سلوک میں کام مقصد تک انجام پاچکا ہواور وہ اس کوسلوک سلسلۂ تربیت میں کرکے حضرت جذبہ میں لوٹا لائے تو اس کو مجذوب سالک کہتے ہیں تو ایسا شخص بھی اقتداء کے لئے مناسب ہے سواان دونوں صاحب دولت کے راہ یقین کے سالکوں اور برسوں کے راستہ کے چلنے والوں کی تربیت کے لئے کوئی مناسب نہیں ہے اور یہ ایک تاج ہے عظیم الجواہر جس کے سر پر رکھدیں اور لباس ہے بڑے مرتبہ کا جس کے بدن پر پہنادیں۔

رباعی

در انخضرت کہ بار عام باشد	جب اس سرکار کا دربار ہے عام
بدید ارش ہمہ را کام باشد	تواس کی دید سے ہراک ہےخوش کام
ندانم تا کرا لطفش بخواند	خبر کیا لطف اس کا کس سے بولے
کہ در خاصان کلام از عام باشد	کہ خاصوں میں ہے ہوتی گفتگو عام

http://Ashrafi.org

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ اگر سالک جذبہ کی بارگاہ تک نہ پہنچ سکے اور راستہ ہی میں ٹھہر جائے تو اس کو صرف سالک کہیں گے! سرحد جذبہ پر ٹھہر جائے اور راہوار سلوک کو صحرائے ہدایت میں نہ دوڑائے (منزل سلوک کو طے نہ کرے) تو اس کو فقط مجذوب کہیں گے۔ ان دو بزرگواروں میں سے کسی سے سالکوں کی تربیت شاذونادر ہی ہوئی ہے۔لیکن ان کا نفس (فرمودہ) بہت جلد کارگر ہوتا ہے ان حضرات کی روش ان کی سیرت اور ان کے طور طریقے اور کھانے پینے کے معاملات بالکل خلاف قیاس ہوتے ہیں۔کبھی ایسا ہوتا ہے کتنا ہی کھالیں پیٹ نہیں بھرتا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بالکل کھاتے ہی نہیں۔قریب قریب فرمایا کہ

شیخ ابراہیم مجذوب کا حال

حضرت شیخ نجیب الدین بزغش نے فرمایا کہ مجھے شیخ ابراہیم مجذوب کی ہم نشینی کی بہت آرزو تھی میں نے ایک دن موسم سرما میں انہیں بازار میں دیکھا۔انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ یہ وقت ہے کہ ہم تم ایک دوسرے کے ساتھ رہیں۔لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آج کی رات بازار کی مسجد میں گزاریں گے۔چنانچہ میں ان کے ساتھ مسجد میں چلا گیا۔میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کے لیے کھانا لے آؤں۔انہوں نے کہا کہ نہیں میرا پیٹ بھرا ہوا ہے۔کچھ دیر کے بعد بارش ہونے لگی۔بجلی چمک رہی تھی۔پرنالے بہنے لگے۔ جب ہم نے عشا کی نماز پڑھ لی۔اور تمام لوگ مسجد سے نماز پڑھنے کے بعد چلے گئے صرف ہم دونوں وہاں رہ گئے تو شیخ ابراہیم مجذوب نے مجھ سے کہا کہ مجھے تو بھوک لگ رہی ہے کھانے کے لیے کچھ لاؤ۔ رات بہت اندھیری تھی ۔بارش ہو رہی تھی۔ بجلی خوب چمک رہی تھی میرے پاس کچھ اشرفیاں تھیں وہ میں نے ان کو دے دیں اور کہا کہ اس وقت تو آپ معاف کیجئے کہ ایسی بارش اور اندھیری رات میں کھانا کیسے لایا جائے گا۔ان شاء اللہ کل صبح اس رقم سے کھانا خرید لیں گے۔انہوں نے اشرفیاں لے لیں اور کچھ دیر صبر کیا لیکن پھر کہنے لگے کہ مجھے بھوک لگی ہے اٹھو اور میرے لیے کھانے کو کچھ لاؤ میرا مکان اس مسجد سے بہت فاصلہ پر تھا لیکن اس مسجد کے پاس ہی میرے ایک عزیز رہتے تھے جو بہت مالدار تھے، میں مجبوراً مسجد سے نکل کر ان کے گھر پر گیا چونکہ میں نے سن رکھا تھا کہ شیخ ابراہیم مجذوب بہت زیادہ کھاتے ہیں لہٰذہ میں نے اپنے عزیز سے کہا کہ میرے یہاں کچھ مہمان آگئے ہیں میں نے کچھ لوگ اس لحاظ سے کہا کہ ایک بھی حقیقت میں جمع ہے اور اس میں بہت سے لطیفے مثل نفس،قلب وروح موجود ہیں۔انہوں نے مجھ سے کہا کہ بہت دیر ہوئی پکا ہوا کھانا تو ختم ہو چکا ہے۔انہوں نے نوکروں کو حکم دیا اور ہر ایک نے سینی میں ناپختہ اناج رکھ لیا۔کسی کی طباق میں چاول تھے۔کسی کے سر پر باقلا(سبزی) سے بھری ہوئی سینی تھی۔بعض میں چنا اور گندم تھا ایک عدد دنبہ تھا اور ایک عدد پتیلی تھی یہ سب میرے ہمراہ مسجد میں لائے اور کہا اب آپ خود کھانا پکالیں۔میں نے یہ تمام سامان اٹھا کر شیخ ابراہیم کے سامنے رکھ دیا۔میرے خیال میں یہ سب سامان پچاس (عجمی)من ہوگا اور میں نے شیخ سے کہا کہ میں ابھی کھانا تیار کرتا ہوں۔انہوں نے کہا کہ رہنے دو میں ایسا ہی کھالوں گا۔چنانچہ انہوں نے وہ تمام اجناس ناپختہ

http://Ashrafi.org

ہی کھالیں اور کچھ دیر سکون سے بیٹھے رہے کچھ دیر کے بعد ایک فقیر (دریوزہ گر) مسجد کے قریب سے گزرا انہوں نے اس کی جھولی چھین لی۔اس جھولی میں تقریباً دس من (عجمی) روٹی کے ٹکڑے اور کھانے کی چیزیں موجود تھیں وہ جھولی فقیر سے چھین کر مسجد میں لے آئے اور یہ تمام کھانا بھی کھالیا۔

جب آدھی رات گزر گئی تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ جاؤ اب سوجاؤ۔تم نے میری وجہ سے بہت زحمت اٹھائی ہے۔لیکن اگر تم نے حرکت کی یا تم جاگتے رہے تو میں تم کو مار ڈالوں گا۔ میں مسجد کے ایک گوشہ میں چلا گیا اور سونے کی کوشش کی۔میری یہ ہمت نہیں تھی کہ میں ذرا سی بھی جنبش کروں یہاں تک کہ اگر جسم کے کسی حصہ میں کھجلی بھی ہوتی تو کھجانے کی مجال نہیں تھی۔اسی مسجد میں ایک بہت بڑا پتھر رکھا ہوا تھا۔وہ ہر گھنٹے کے بعد اٹھتے اور اس پتھر کو اٹھاتے اور میرے سرہانے آکر کہتے کہ جی چاہتا ہے کہ اس پتھر سے اس کو کچل کر ہلاک کردوں۔پھر آپ ہی آپ کہتے کہ نہیں!اس کا مارڈالنا مناسب نہیں ہے کہ اس کا باپ بوڑھا شخص ہے۔کل قیامت کو زاری کرے گا اس پتھر کو پھر اپنے مقام پر رکھ دیتے۔چند بار ایسا ہی کیا۔مجھ کو ڈر سے نیند نہیں آتی تھی لیکن اپنے کو ایسا دکھاتا تھا کہ میں نیند میں ہوں۔پھر انہوں نے مجھے مخاطب کیا اور کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم سونہیں رہے ہو۔خیر میں نے تم کو بہت زحمت دی ہے اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور معاف کرتا ہوں اور اب میں مسجد کی چھت پر جارہا ہوں تاکہ تم مجھ سے بے خوف ہوجاؤ ۔اور آرام سے سو جاؤ ۔ یہ کہہ کر وہ چھت پر چلے گئے۔مسجد کے ناودان کے مقابل ایک کمرہ تھا امام مسجد نے وہاں بہت سی کتابیں جمع کر رکھی تھیں۔ابراہیم مجذوب اس کمرہ کے اندر چلے گئے خوف کے باعث میں اوپر گیا اور اس کمرے کا دروازہ باہر سے بند کردیا تاکہ میں آرام سے سو جاؤں۔ابھی میں جاگ ہی رہا تھا کہ اندر سے روٹی کھانے کی آواز مجھے سنائی دی مجھے سخت تعجب تھا کہ اس کمرہ میں سوائے کتابوں کے کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی پھر وہ کیا کھارہے ہیں۔جب صبح کو وہاں سے چلے گئے تو میں اس کمرہ کے اندر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تمام کتابوں کی جلدیں کھاگئے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کے بغیر منزل نہیں مل سکتی حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ سلوک میں اگر بارگاہ نبوی وسرکار مصطفویؐ کی فرمانبرداری واطاعت کے راستہ سے کچھ بھی انحراف ہوتو اپنے منزل مقصود تک پہنچنا ممکن نہیں ہے جیسا کہ بعض اگلوں نے اپنے مرکب سلوک کو بلاواسطہ برزخ البرازخ کے چلایا ہے درگاہ نورالانوار تک نہیں پہنچے ہیں اور ان کو اس بارگاہ سے ڈانٹ کر ہٹا دیا ہے۔تقریباً شیخ علاؤالدولہ سمنانی سے نقل کیا کہ شیخ مجدالدین بغدادی نے فرمایا ہے کہ واقعہ میں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سوال کیا کہ آپ بوعلی سینا کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ایک شخص ہے جس نے اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہا بغیر میرے وسیلہ کے تو میں نے اسکو روک دیا

http://Ashrafi.org

اپنے ہاتھ سے اس طرح تو گرگیا جہنم میں اور اسی طرح شیخ شہاب الدین مقتول جواُن کے پیروی کرنے والوں سے ہیں لیکن حضرت شیخ فخرالدین رازی عتاب کئے گئے ہیں بسبب اپنے کمال حیرت ناگوار کےتیس برس کے بعد ایک اپنے تحقیق کردہ مسئلہ سے رجوع کیا ہے اس واقعہ سے بے حد رنجیدہ ہوئے روتے تھے کہ اگر میری تمام تحقیقات اسی طرح پرنکلیں تو کیا کروں گا؟ ۔

شعر

یقینی را کہ دانستم گمان شد   گمان ثابت ہوا جس پر تھا ایقاں
چہ سودائی کہ سود من زیان شد   یہ کیا سودا کہ خود ہے نفع نقصاں

اُن کے ایک شاگرد نے اس واقعہ کو حضرت شیخ محی الدین عربی سے زبان عجم میں بیان کیا، آپ نے امام کو لکھا کہ اگر چاہتے ہو کہ تم کو اپنے معلومات سے رجوع نہ کرنا پڑے اور چیزیں ٹھیک طور پر معلوم ہو جائیں تو چاہیئے کہ تصفیہ وجہ خاص کواپنی حالت کا ملازم خاص بنالو۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ اس گروہ میں بعض کو کھانے پینے کی بالکل حاجت نہیں ہوتی اگرچہ بہت دن اور بے شمار سال گذر جائیں چنانچہ شیخ اردبیلی جس وقت کہ وہ نزع میں ہوئے تو تو روٹی تر کرکے اُن کے حلق میں لوگوں نے ٹپکایا اور تھوڑا سا شوربا بھی ان کے حلق میں ٹپکانے لگے انہوں نے روکا اور کہا تیس برس سے روزہ میں رکھتا رہا اب روزہ ہی کی حالت میں جاتا ہوں۔

حکایت بروایت جعفر خلدی

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ بعض اہل جذب عقلا اور صاحبِ معرفت ظرفاء سے عجیب وغریب حالات اور تعجب خیز واقعات کا صدور ہوا ہے۔ بظاہر اگرچہ ان کے اقوال خلاف ادب معلوم ہوتے ہیں لیکن بارگاہ الٰہی میں وہ آب زلال سے بھی زیادہ خوشگوار ہیں اس لیے کہ ان حضرات میں سے اکثر معشوق صفت گزرے ہیں اور یہ حضرات ہمیشہ سے محرمان اسرار رہتے چلے آئے ہیں اور دائمی طور پر حریم راز کے ہمنشیں رہے ہیں۔آپ نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ شیخ جعفر خلدی فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس میں تھا۔وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنا تمام چہرہ اپنی عبا میں چھپائے ہوئے تھا یکا یک وہ اٹھا اور آسمان کی طرف منہ کرکے کہنے لگا کہ تو کس کو زیادہ پسند کرتا ہے یہ کہ دہی کا شربت اور فالودہ دو یا یہ کہ تیرے گھر کی ان قندیلوں کو توڑ ڈالوں۔ پھر اپنی جگہ پر لوٹ کر سو رہا۔ میں نے دل میں کہا کہ یہ شیخ کوئی گنوار ہے یا کوئی ولی اللہ ہے۔ میں یہی سوچ رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا اس کے پاس ایک بڑی سی زنبیل تھی یہاں تک کہ اس شخص کو اس نے دیکھ لیا اور اس کے پاس پہنچا اور اس کے سرہانے پہنچ کر کہا کہ میں تمھارے لئے کچھ چیز لایا ہوں، یہ کہکر اس نے زنبیل سے چھاچھ کا سالن اور فالودہ نکالا۔وہ شخص اٹھ کر بیٹھ گیا اور یہ دونوں چیزیں کھالیں اور

کچھ باقی چھوڑ دیا۔ اور کہا لے یہ اپنے بچوں کے لیے لے جا۔ وہ شخص بچا ہوا سامان لے کر واپس ہوا تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوگیا۔ اس کے پاس پہنچ کر میں نے کہا کہ اے شخص تم کو خدا کی قسم سچ کہنا کہ تم اس شخص کو پہچانتے ہو اس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے پہلے اس شخص کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میرے بچے کئی روز سے مجھ سے چھاچھ کا سالن اور فالودہ کی فرمائش کررہے تھے۔ میں ایک غریب شخص ہوں۔ محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتا ہوں۔ میں نے بچوں سے کہہ دیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کچھ زیادہ مزدوری دلوادے گا تو میں تمہاری خواہش پوری کردوں گا۔ آج میں نے ایک دینار کمایا تھا۔ حسب وعدہ میں نے چھاچھ کا سالن اور فالودہ پکانے کا سامان خریدا باورچی خانہ میں جا کر ان چیزوں کو تیار کرنے لگا کہ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی تو ہاتف غیبی نے مجھ سے کہا کہ اٹھ اور جو کچھ پکایا ہے مسجد اقصٰی میں لے جا اور اس شخص کو کھلا دے جس نے اپنے منہ کو عبا میں چھپا رکھا ہے۔ وہ ہمارا ایک شوخ مہمان ہے۔ یہ ہم نے تمھارے ہاتھ سے اسی کے لیے تیار کرایا ہے جو کچھ اس کے سامنے سے بچ رہے وہ اپنے بچوں کو کھلا دینا کہ اس میں نیک بختی کا اثر ہوگا۔ جب میں بیدار ہوا تو میرے بچے وہ کھانا لے کر آئے کہ وہ کھائیں۔ لیکن میں وہ سب لے کر یہاں آ گیا جیسا کہ تم نے دیکھا۔

حضرت نورالعین فرماتے تھے کہ روم کے اکابر میں سے ایک صاحب حضرت قدوۃ الکبراؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقت کے بارے میں کچھ باتیں انہوں نے دریافت کیں۔

حضرت نے اس سلسلہ کے تمام نکات ان کے سامنے بیان فرمائے۔ چونکہ سائل کا اس استفسار سے مقصود استفادہ نہیں تھا۔ اس نے حضرت سے الجھنا شروع کردیا۔ حضرت نے ان سے کہا کہ اے عزیز! تم سلوک دانی کا دعویٰ کرتے ہو اور خود کو مرشد کہتے ہو۔ اپنی اس بزرگی کا کچھ باطنی نشان اور علامت پیش کرو۔

جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ روحہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

میں نے اسباب دنیا کو جمع کیا اور ان کو ایک رسی سے باندھا اور اس کو دریائے یاسیت (ناامیدی) ڈال دیا۔ اس وقت میں نے اس فانی دنیا سے آرام و استراحت حاصل کی اور حضرت جبّار جل جلالہ تک پہنچا۔

تو بتاؤ کہ دریائے ایاسیت کیا ہے اور صحرائے ایاسیت کس کا نام ہے اور جب اس دریا کو عبور کیا تو کس کشتی میں بیٹھ کر اس کو عبور کیا اور کس ساحل پر پہنچے یہ سالک کے لیے اوّل منزل ہے یا اسکا آخری درجہ ہے۔ یہ صوفیہ کرام کے رموز وارشادات ہیں کہ جو کوئی اس گروہ سے متعلق ہے وہ ان باتوں کو جانتا ہے۔

رباعی

کسی کین بحر را غواص باشد　　　اگر اس بحر کا کوئی ہو غواص
بد اند سرِّ غواصان دیگر　　　تو جانے راز غواصان دیگر

http://Ashrafi.org

کسی کو نیست از جوہر فرد شان نہیں ہے جوہری کوئی تو پھر کیا
چہ داند قیمت یا قوت و گوہر وہ جانے قیمت یا قوت و گوہر

دردمندان خونخوار کی ماہیت اور سالکان جاں سپار کی کیفیت سوائے بہرہ مند کے اور کوئی نہیں جانتا اور سوائے خردمند (سالک) کے اور کوئی بیان نہیں کرسکتا۔

آنکس داند حال دل غمگینم میرے دل پرغم کی وہ حالت جانے
کو راہم از ین نمد کلاہی باشد جسکی کہ بنی ہو اسی نمدہ سے کلاہ

مرد ہے وہ کہ جس نے ترک کا خود اپنے سر پر رکھا ہو اور ہمت کے اسلحہ سے سر سے پاؤں تک آراستہ ہو وہی اس معرکہ میں زخم کھا سکتا ہے اور اس زخم پر مرہم کا پھاہا رکھ سکتا ہے۔

قطعہ

جرعہ ترک نوش باید کرد آہنی گھونٹ چاہیئے پینا
تا شوی مست فقرتا ابد تا کہ ہو مست فقر تا ابد
خرقۂ ازصفائ صبر بپوش صبر کے صاف خرقہ کو پہنو
تا شوی مرد فرد نزد احد تا بنو ایک مرد نزد احد

جزو کل کو ترک کرنا چاہیئے جس سے مراد جان قربان کرنا ہے اور شمع الٰہی کا پروانہ بننا ہے۔ بیشک جو کچھ آبخورہ میں ہوتا ہے وہی اس سے ٹپکتا ہے۔

ع

از کوزہ ہمان برون تر آرد کہ دروست کوزہ سے نکلتا ہے وہ جو اس میں ہے

نفس کی نظر سے اس فقیر کے قول پر نظر نہیں کرنا چاہیئے بلکہ دیدۂ دل سے دیکھنا چاہیئے کہ اس نہر میں کون سے دریا کا پانی جاری ہے۔

غزل

درون مصر جان خود چہ یوسف نازنین دارم عجب یوسف ہے مصر جان میرے نازنیں پیدا
کہ صد ہمچو زلیخائ بکویش ہمنشیں دارم زلیخا سیکڑوں ہیں گرد اس کے ہمنشیں پیدا
بخلوتخانہ سینہ کہ ازاغیار خالی شد یہ خلوتخانۂ سینہ ہوا غیروں سے جو خالی
چہ شاہد نازک موزون من خلوت نشین دارم عجب معشوق نازک اس میں ہے خلوت نشیں پیدا
زوصل شاہد بلقیس در عالم سلیمانم سلیمانِ جہاں ہو وصل سے بلقیس عالم کے
کہ جن وانس وحش وغیر در زیرنگین دارم کہ جن وانس وحیواں ہیں میرے زیرنگیں پیدا

http://Ashrafi.org

چو در دل صورت خورشید معنی بشود طالع	ہے ہوتا دل میں طالع صورت خورشید معنی جب
سر گردون بزیر پائے ہمّت برزمین دارم	سر گردون مری ہمت کے نیچے ہے زمین پیدا
نثار وصل تو اشرف مثال دین ودنیارا	تمھارے وصل پر اشرف نچھاور دین و دنیا کو
کند نقد روانرا ہم کہ صد دنیا بدین دارم	کرے اور نقد جاں بھی گوہوں سو دنیا و دیں پیدا

حضرت درّ یتیم نے ظلمانی حجابوں اور نورانی تجلیوں کے متعلق ادب سے سوال کیا حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ تجلّیات ومکشوفات کا بیان واظہار مشائخ نے بطور تفصیل کے فرمادیا ہے اور ہر ایک نے سلوک کے مطابق طویل راہ طے کی ہے اب اختصار وکمال اختصار کے طور پر کہا جاتا ہے کہ جب طالب صادق اور سالک واثق اذکار وافکار میں مشغولی کرتا ہے اور ریاضت کی راہ بمشقت طے کرتا ہے تو اس کے لئے اچھی اور بری صورتیں ظاہر ہوتی ہیں تو اس طرف توجہ نہ کرے اور نہ تجلیوں کی طرف نہ چمکوں کی طرف نہ چمکتے انوار کی طرف اور نہ روشن رنگوں کی طرف اور جان لے یقینی طور پر کہ نورِ حقیقی پاک ہے اس سے کہ رنگین اور شکل دار اور کسی جہت میں ہو۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

انّ لِلّٰــــہ تــعــالــیٰ سبعین الفِ	بے شک اللہ تعالیٰ کے ستّر ہزار حجاب
حجابٍ مّن نّورٍ وّظلمۃٍ	نور وظلمت کے ہیں۔

ظلمانی حجابات اور نفسانی پردے تو جیسا کہ پانچوں حواس اور طبیعتیں اور عوارض اور برے اخلاق اور ذلیل عادتیں اور خواہش وشہوات اور شیطانی خیالات اور نفسانی وسوسے ہیں اور ظلمتوں کے ان اقسام سے ہر ایک کی شاخیں ہیں کہ جس کی شرح زیادہ طول رکھتی ہے اور ظلمانی حجابوں کا اٹھ جانا سالک پر بہت آسان ہے بہ نسبت نورانی حجابوں کے کیونکہ نفس بالطبع نور کی طرف مائل ہے بہ نسبت ظلمت کے۔ دس دس ہزار رنگ ہر لطیفہ قالب وقلب ونفس کے نیچے پوشیدہ ہیں کہ جن کا مجموعہ ستّر ہزار رنگ ہوتا ہے ان میں سے دس ہزار ظلمانی حجابات لطیفہ قالبیہ میں چھپے ہیں اور ان کا رنگ تاریک ہے۔ جب اشغال واذکار ترقی پکڑتے ہیں تو انوار روشن ہوتے ہیں تو ان تہ بہ تہ تاریکیوں کو بعض کو بعض کے اوپر مشاہدہ کرتا ہے۔ جب سالک کا وجود زیادہ لطیف ہو جاتا ہے تو انوار کی لطافت زیادہ صاف ہوجاتی ہے جیسا کہ سفید پانی کا پھین۔ اور ان میں سے دس ہزار لطیفہ نفسیہ میں پوشیدہ ہیں جن کا رنگ نیلا ہے اور برائیوں کے خطرات اور تاریکیوں کے صفات کا سرچشمہ و منشا اسی میں ہے اور دس ہزار ان میں سے پوشیدہ ہیں لطیفہ قلبیہ میں جن کا رنگ زیادہ لال ہے جیسا کہ آگ کا شعلہ۔

http://Ashrafi.org

شعر

چو نور شمع رویش بر فروزد   جو اس کے شمع روکا نور چمکے
نقاب از غیرت از پیشش بسوزد   نقاب رخ کو آگے سے جلادے

دس ہزار حجابات لطیفہ سرّیہ میں پوشیدہ ہیں کہ اس کا رنگ سفید ہے جیسے سفید اور صاف شیشہ جس میں آفتاب کا عکس پڑ رہا ہو۔

بیت

شعاع نور اوکز اضطراب است   اس کی شعاع نور تو ہے اضطراب میں
تو گوئی آفتابی اندر آب است   جیسے کہ آفتاب ہی اندر ہے آب میں

اوران میں سے دس ہزار لطیفہ روحیہ میں رکھدیا ہے جس کا رنگ زیادہ زرد ہے نہایت صفائی اور لطافت میں۔

شعر

ازان نوری کہ تابانست واحمر   اسی سے جو ہے نور سرخ و تاباں
نمایاں شد برنگ نوراصفر   ہوا ہے نوراصفر میں نمایاں

اور دس ہزار مندرج ہیں لطیفہ خفیہ میں کہ جس کا رنگ قلعی کردہ آئینہ کی طرح ہے مثل آنکھ کی سیاہی کے تپلی کے کنارے میں اس جگہ سالک چشمۂ آب حیات سے کچھ سیراب ہوجاتا ہے اور دس ہزار پوشیدہ ہیں لطیفۂ حقیقت میں کہ جس میں لطائف اور انوار قائم ہیں اور اس کا رنگ زیادہ ہرا ہے اور آنکھ کو روشن کرتا ہے اور دل میں فرحت پہنچاتا ہے زندگی کا رنگ اسی سے نکلتا ہے۔

اس کے بعد عقیق کے رنگ میں نمایاں ہوتا ہے۔

بیت

درینجا سالک سرّ دقیق است   یہاں باریک سر کا ہے وہ رہرو
کہ آخر نور از رنگ عقیق است   کہ آخر ہے عقیقی رنگ سے ضو

حضرت قدوۃ الکبرا مرصاد سے نقل فرماتے تھے کہ جب آئینۂ دل آہستہ آہستہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کی قلعی سے صیقل پا جائے اور طبیعت کا زنگ اور بشری صفات کی تاریکیاں اس سے مٹ جائیں تو عینی انوار کے قابل اور لاریبی اسرار کے پرتو ہونے کا محل ہوجاتا ہے شروع حالت میں وہ انوار اکثر بطور بجلی اور چمک کے ظاہر ہوتے ہیں اور ہر چمک پر ہزار طرح کی ترقی بڑھتی ہے۔

http://Ashrafi.org

شعر

یــا ایّھــاالبــروق الّــذے تــلــمــع | اے چمکدار بجلیو بولو
مــن اے اکــنــاف الــجــمیع تطلع | کس طرف سے طلوع کرتی ہو

جیسی صفتوں میں زیادتی ہوتی ہے انوار کو زیادہ قوت ہوتی ہے بجلیوں کے بعد چراغ وشمع ومشعل اور روشن آگ کی طرح مشاہدہ ہوتا ہے۔پھر انوار علوی ظاہر ہوتے ہیں ابتدا چھوٹے تاروں کی صورت سے اور بڑا یہ کہ چاند کی صورت میں مشاہدہ واقع ہوتا ہے اور اس کے بعد آفتاب کی طرح پر اور اس سے بڑے انوارمثال سے پاک نمایاں ہوں گے۔

سالک کوان انوار سے اعراض کرنا چاہیئے حضرت قدوۃالکبرا نے فرمایا کہ سالک کے لیے یہ بات بہت اہم ہے کہ ان تمام انوار سے اعراض کرے اوراپنی تمام تر توجہ مراقیٔ عروج (عروج کی سیڑھیوں) پر مبذول رکھے۔مجذوب شیرازی(حافظ شیرازی) نے شاید اسی موقع کے لیے یہ شعر کہا ہے : ؎

شعر

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود | ہوں ان کی ہمت عالی کا زیر چرخ غلام
زہر چہ رنگ تعلق پزیرد آزاداست | ہر ایک رنگ تعلق سے جو کہ ہیں آزاد

ان انوار کے منشا اوران انوار کے منابع رنگارنگ ہیں۔سالک کی روحانیت، شیخ کی ولایت، انوارنبوت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاءواولیاءمشائخ کےارواح پاک اور بارگاہ حضرت عزت اور مختلف ذکروں کے انوار، خصوصاً کلمہ طیبہ کا نوراورقرآن وایمان واحسان واسلام اور مختلف عبادتوں اور طاعتوں کا نور کہ ہر ایک کے لئے جداگانہ نور ہےاور ہر عبادت ومنشا سے دوسرا نور ہوتا ہےاور ہر طاعت سے دوسراسروراٹھتا ہےاس کے مناسب

؎

ہر عبادت را حضوری دیگر است | ہر عبادت کا جدا گانہ حضور
ہر اطاعت را سروری دیگر است | ہر اطاعت کے لئے دیگر سرور
ہر چراغی کز عبادت برکنی | تم عبادت سے جلاؤ جو چراغ
مطلع انوار و نوری دیگر است | مطلع انوار اور دیگر ہے نور

یعنی ہر ایک کا ذوق اور رنگ دوسرا ہے۔ جب انوار پوری طرح سے ظلمانی حجابات سے باہر نکل آتے ہیں تو پھرخیال کے لئے ان میں تصرف کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔حضرت قدوۃالکبرا نے تقریباً ان الفاظ

میں فرمایا کہ ایک درویش اپنے خلوت خانہ میں مصروف عبادت تھے اور ان کے مرشد نے جس شغل کا حکم دیا تھا اس میں مشغول تھے کہ ناگاہ ایک ایسا نور نمایاں ہوا جس نے تمام دنیا کو ڈھانک لیا اور ہر چیز کو اپنے اندر چھپالیا درویش کو یہ خیال ہوا کہ یہ نور الٰہی ہے اور حضور نامتناہی کی شان تجلی ہے ان کے پیر اس خطرہ سے آگاہ ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب یہ راہ سے بھٹک جائے گا تو صورت مثالی میں تجلّی کی اور فرمایا کہ اے مرید ہرگز دوسرا خیال نہ لا اور سلوک کی راہ اختیار کر اور ان سب کو نہ دیکھ اور چلا چل کہ یہ تو تیرے وضو کا نور ہے۔

چو بینی ذرّۂ خورشید انوار — جو دیکھو ذرۂ خورشید انوار
درخشد در ہمہ اطراف واقطار — چمکتے اس سے ہیں اطراف واقطار
ولی باید ترا خورشید روئی — مگر اس دم کوئی خورشید رو ہو
کہ آگاہد ترا زین رنگ وبوئی — بتائے تم کو جو اس رنگ وبوکو

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مریدوں کے عقیدہ کی تقویت اور پختگی کے لیے مشائخ کی ارواح نمایاں ہوجاتی ہیں۔جس کے باعث مرید کی عقیدت اور پختہ اور زیادہ ہوجاتی ہے۔اور اکابر (شیوخ) کے مرتبوں کا فرق بھی اس سے ظاہر ہوجاتا ہے جیسا کہ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی سے نقل کرتے تھے کہ حضرت بایزید کے کسی مرید سے جو حساب میں تجربہ کار تھا منقول ہے کہ ایک دن کسی نے اس سے پوچھا کہ تم اس خاندان کے کس طرح ارادتمند ہوئے اور اس کا کیا سبب ہے کہ بایزید بسطامی کے سوا تم نے کسی اور سے بیعت نہیں کی اس نے جواب دیا کہ مجھے اور تو کچھ معلوم نہیں البتہ اتنا جانتا ہوں کہ ایک مرتبہ میں وضو کر رہا تھا۔اسی اثنا میں میں نے دیکھا کہ قبلہ کی دیوارشق ہوگئی اور اس طرف کی فضا نمودار ہوگئی اور آسمان پر ستارہ مشتری نظر آنے لگا۔میں نے حیرت سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے! کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ سلطان العارفین بایزید بسطامی کا نور ہے۔ذرا دیر کے بعد ایک دوسرا آسمان نظر آیا۔یہ آسمان تمام تر نورانی ہو رہا تھا۔جیسے سورج! میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ شیخ مجدالدین بغدادی کا نور ہے یہ سن کر اس درویش کو سخت تعجب ہوا۔یہ بات سنانے کے بعد میں نے کہا کہ یہ بات میں نے اس وجہ سے بیان نہیں کی ہے کہ میں ان بزرگوں کے مراتب میں کسی قسم کی تفریق کر رہا ہوں یا شیخ مجدالدین بغدادی کو میں سلطان العارفین پر ترجیح دے رہا ہوں۔ایسا نہیں ہے۔بات صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو جس مشرب کے حوالہ کر دیا ہے۔جب وہ اس مشرب کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے تو وہ اسی طریقہ کا متبع بن جاتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ اس کے اثبات قدم کے لئے اس مسلک میں اس کے شیخ کو اعلیٰ مراتب میں اس کو جلوہ فرما دکھا دیتا ہے۔

نور مطلق کیسا ہے؟ حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ جب نور اور رنگ بے حد ہوجاتا ہے تو بے لونی و بے رنگی وبے مقامی وبے شکلی میں آجاتا ہے اور نور مطلق وہ ہے جو ان سب سے پاک

اورالوان وانوار سے منزہ ہے اور جو کچھ ظاہر میں نمایاں ہوتا ہے کبھی ہوتا ہے کہ ذکر کا نور رہو اور کبھی ہوتا ہے کہ روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کے غلبوں سے بشری صفات کے پردے پھٹ جاتے ہیں اور ابر کی طرح ایک پرتو روحانیت کا بجلی کی طرح دکھائی پڑتا ہے اور لوامع ذکر کے نور سے ہیں اور وضو کے نور سے بھی ہیں جیسا کہ مذکور ہوا اور اسی وقت یہ شعر فرمایا۔

بیت

چہ نسبت بہ وان رخ بے نظیر — کہاں مہر کہاں وہ رخ بے نظیر
کہ ذرہ کجا و آفتاب منیر — وہ ذرہ ہے یہ آفتاب منیر

لیکن لوائح وہ نور رہے جس کا منشا نماز وقرآن واسلام وایمان ہے اور بروق ولوامع ولوائح کے درمیان فرق یہ ہے کہ بروق بجلی کی طرح تڑپتے ہیں اور جلد منقطع ہو جاتے ہیں اور لوامع ولمعان یکے بعد دیگرے ہوتے ہیں کچھ دیر رک جاتے ہیں اور لوائح نور آفتاب کی طرح ہے کہ چمک کا عکس آئینہ سے ہر جگہ پڑتا ہے اور کسی قدر ٹھہرتا ہے۔ پھر حجاب میں ہو جاتا ہے تو نماز یا قرآن یا اسلام یا ایمان کا نور آئینۂ دل پر عکس ڈالتا ہے اور لوائح میں ذوق بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے لیکن جو کچھ کہ چراغ وشمع ومشعل اور اس کے مثل دیکھتا ہے تو وہ ایک نور ہے حاصل کیا ہوا پیر کی ولایت کے آفتاب سے یا بارگاہ نبوت سے جو سِرَاجًا مُّنِيرًا ہے یا تحصیل علوم سے یا قرآن سے یا ایمان سے اور وہ چراغ وشمع دل ہے اور اگر قندیل وفانوس کی صورت میں ہے تو عرفان کا نور ہے جیسا کہ اس کی مثال بیان فرمائی

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ [۱] (الآیۃ) — اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ ہو۔

اگر علوی چیزیں مثلاً تارے اور چاند اور سورج کو دیکھے تو انوار روحانیت سے ہے اور کبھی ان کا معائنہ آسمان میں ہوتا ہے لیکن آسمان ایسا ہوتا ہے جو ہوا کی طرح صاف ظاہر ہوتا ہے اور کبھی نفس ایسا صاف ہوتا ہے کہ وہ آسمان کی طرح دکھائی دیتا ہے اور دل اس مقام میں چاند کی طرح نمایاں ہوتا ہے جب آئینۂ دل بالکل صاف ہو جاتا ہے تو ماہ کامل نمایاں ہوتا ہے اور کدورت کی وجہ سے ناقص دکھائی دیتا ہے اور اگر دو چاند ایک بار نمایاں ہوں تو روح دل کا آفتاب ہے جب آفتاب اور چاند اور تارے دریا اور حوضوں اور کنویں میں دکھائی دیں تو روحانیت کے انوار ہیں روح کی صفائی کی ترقی تاروں کے درجہ سے لیکر آفتاب تک ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے لئے ہوا ایسا ہی سمجھنا چاہیئے اور اس محل میں سچا حاکم دل ہے جو وہ کہے اس کو سنے لیکن وہ دل جو سننے کے لائق ہو۔

رباعی

نہ ہر دل صاحب اسرار باشد — نہیں ہوتا ہر اک دل جائے اسرار
نہ ہر کس صادق الاقرار باشد — نہ ہر اک شخص کا سچا ہے اقرار

---

۱ پ ۱۸ النور ۳۵

http://Ashrafi.org

دلی کو دارد از عرفان صقالت — وہ دل صیقل ہوا عرفان سے جس کا
بہ پشیش جام جم بیکار باشد — مقابل اس کے جام جم ہے بے کار

اسی کے حکم میں ہے:

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَأیٰ — نہیں جھوٹ بولا دل جو دیکھا۔

اور آیہ کریمہ:

اَللّٰهُ نُوْرُالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط[1] — اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔

کہ حقیقت میں لکھنے والا تو وہ دل ہے اور دکھانے والا اللہ تعالیٰ ہے جب هٰذَا رَبِّیْ (یہ میرا پروردگار ہے) کا بتانے والا حق ہو اور کام دل اس ذوق کے قابل ہو اور غیب وشہادت وظاہر وباطن یکساں ہو تو اس مرتبہ میں:

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ[2] — عنقریب ہم انہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں گے (عالم کے) اطراف میں اور ان کے نفسوں میں۔

کی لذت عطا ہوتی ہے اگر اپنے میں دیکھے تو حق کو دیکھے جیسا کہ حضرت علی نے فرمایا ما نظرت فی شیءٍ الّاو رأیت اللّٰہ فیه ۔جب پردے بالکل سامنے سے اٹھ جائیں اور شہود کا مقام بلا واسطہ میسّر ہوتا ہے تو کہتا ہے ما نظرت فی شیءٍ اِلّاو رأیت اللّٰہ فیهِ ۔اور اگر شہود کے دریائے ناپیدا کنار میں ڈوب جائے تو شاہد کا وجود جویاں ہو جاتا ہے ۔

بیت

چو در دریا فتدیک قطرۂ آب — پڑے دریا میں جب پانی کا قطرہ
بود آن قطرہ ہم در پائیٔ سیراب — تو وہ قطرہ بنے سیراب دریا

اس مرتبہ میں سید الطائفہ کا قول جلوہ گر ہوتا ہے کہ مـا فـی الـوجـود سـوی الـلّـه (اللہ کے سوا کچھ وجود میں نہیں) اس مقام میں تمام مشاہد کا شہود ہوتا ہے ان کے آئینہ میں نیز مشاہد کی نگاہ سے ہوتا ہے چنانچہ صاحب مرصاد کہتے ہیں ۔

رباعی

عمریست کہ در راہ تو پایست سرم — عرصہ سے تری راہ میں ہے پاؤں یہ سر
ما خاک در تو بدید کان می سپرم — آنکھیں ہیں مری اور ہے تری خاک در
زان روئ کنون آئینہ روئ توام — اس رو سے کہ میں آئینہ روہوں ترا
از دیدۂ تو بروئ تو می نگرم — ہے تری نگہ سے رخ پہ ترے میری نظر

---

[1] پ۱۸ النور ۳۵ [2] پ ۲۵ حٰمٓ السجدہ ۵۳

http://Ashrafi.org

اور مقام انوار میں انوار کے رنگ جو دکھائی پڑیں تو وہ دوسرا رنگ رکھتے ہیں اس مقام کے مناسب۔ مقام لوامگی نفس میں (جبکہ نفس لوامہ کی آمیزش اس مقام میں ہو) نور کا رنگ ارزق (نیلا) ہوتا ہے اور یہ کیفیت نور روح کے امتزاج کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یا ظلمت نفس اس نور کے ساتھ امتزاج پاتی ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ ضیائے روح ظلمت نفس نوری سے مل کر ارزق بن جاتا ہے۔

بیت

اگر باروح نور نفس ملحق — جو نور نفس سے ہو روح ملحق
بود رنگی نماید ہمچو ارزق — نمایاں اس سے ہوگا رنگ ارزق

نیلا لباس جو مبتدی صوفی پہنتے ہیں اسی مقام کی علامت ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ شروع میں مشائخ طالبوں کو تجلیات کے رنگ کے موافق لباس پہناتے تھے تا کہ ہر شخص کی علامت ہو اس مقام وانوار سے۔

شعر

درین رہ طالبا نرا ہر زمانی — یہاں طالب کا جو وقت وزماں ہے
لباس ہر کسی باشد بیانی — لباس ہر شخص کا اس کو بیاں ہے

جیسے جہاد اصغر میں جنگ کی علامتیں جب نفس کی تاریکیاں کم ہو جاتی ہیں اور نور روح بڑھ جاتا ہے تو نور سرخ نظر آتا ہے اور جب صفائی بہت زیادہ ہو جاتی ہے تو نور سفید ظاہر ہوتا ہے جب نور روح دل کی صفائی سے ملتا ہے تو سبز نور ظاہر ہوتا ہے اور جب بالکل مصفا ہو جاتا ہے تو ایک نور مثل آفتاب کے ظاہر ہوتا ہے اور جب پورا روشن ہوتا ہے تو نگاہ اُس پر قابو نہیں پاتی

قطعہ

بصرز نور تو بر تو ظفر نمی یابد — تری چمک سے نہیں قابو پاتی تجھ پہ بصر
ترا چنانکہ توئی دیدنش نمی یابد — تو جیسا ہے نہیں پاتی ہے ویسا اس کی نظر
زتو چگونہ خبر شد دل مرا کہ زلطف — ہوئی خبر ترے دل کو مری بھلا کیسے
طراز پیرہن از تو خبر نمی یابد — لباس وجسم کو اب تک نہیں ہے تیری خبر

نور حق کا انعکاس

جب نور حق سایہ نور روح پر ڈالتا ہے تو مشاہدہ ذوق شہود سے ملا ہوا ہوتا ہے جب نور حق بلا روحی حجابات اور دل بے پردہ مشاہدہ میں آتا ہے تو بے رنگی وبے کیفیتی وبے حدی و بے مثلی و بے نہایتی و بے ضدی و بے ندی ظاہر کرتا ہے تمکین وتمکن اس کے لوازم سے نہیں ہے۔ یہاں نہ طلوع رہتا ہے نہ غروب نہ داہنا رہتا ہے نہ بایاں نہ نیچے رہتا ہے نہ اوپر نہ زمان رہتا ہے نہ مکان نہ نزدیکی رہتی ہے نہ دوری، نہ رات رہتی ہے نہ دن

لیس عندالله صباح و مساءٌ
یہاں نہ عرش ہے نہ فرش نہ دنیا ہے نہ آخرت ؎

ابیات

چو تابد آفتابِ ذات دا دار — جو چمکے آفتابِ ذات دادار
نہ ماند از وجود کون آثار — رہیں پھر کون کے باقی نہ آثار
ہمہ سر در عدم گیرند الحق — عدم میں سرنگوں سب ہونگے الحق
زنور آفتاب ذاتِ مطلق — جو چمکے آفتاب ذاتِ مطلق
وگر بیضائ عرش ست ذرّہ گردد — جو بیضا عرش کا ہے ہوگا ذرّہ
وگر دریائ فرش ست قطرہ گردد — جو دریا فرش کا ہے ہوگا قطرہ
بنزد او نبا شد صبح و شامی — نہیں نزدیک اس کے صبح اور شام
چہ روز است اینکہ اورا نیست نامی — عجب دن ہے نہیں جس کا کوئی نام
شرف از قطرۂ دریا کشیدہ — شرف قطرہ سے دریا کو ہے پہونچا
شدہ دریا داز قطرہ ندیدہ — ہوا دریا مگر قطرہ نہ دیکھا

قطعہ

نور یبدو اذا ابد متمکن — چمکا ہے نور اور ہوا وہ متمکن
شمس طلعت ومن راھا امن — نکلا ہے شمس جو اسے دیکھے وہ ہے ایمن
والقوم ذات اذ من کم قلت — ہے قوم ایک ذات یہی قول ہے مرا
وکم اقوال لیکن مع من — اور کتنے قول ایسے ہیں جن میں کہ ہے مامن

ذکرانوارجلالی

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ انوار جمالی کا بیان بالا جمال مذکور ہوا اب انوارِ جلالی کی شرح سنو، صفات جلالی عالم خداوند سے ہے اس کا فناء الفنا اقتضا کرتی ہے ان حالتوں کی شرح کا بیان قاصر ہے کیونکہ احوال عیان ہیں نہ کہ بیان بلکہ غیب ہے نہ کہ شہادت، پہلے نور ظاہر ہوتا ہے جلا دینے والا کہ خاصیت لَاتُبۡقِیۡ وَلَا تَذَرُ ۞ ج ۱[1] (نہ باقی رکھتا ہے نہ چھوڑتا ہے) ظاہر ہوتی ہے درحقیقت سات جہنم اسی نور کے پرتو سے ہے۔ بے چارہ مجذوب شیرازی اسی بیان کی خبر دیتے ہیں ؎

۱ پ ۲۹ سورہ مدّثر ۲۸

قطعہ

زباغ وصل تویابد ریاض رضوان آب ترے وصال کے گلشن سے جنتیں سیراب
زتاب ہجر تو دارد شرار دوزخ تاب بنی شرار جہنم ترے فراق کی تاب

صفاتِ جمال کے انوار چمکانے والے ہیں نہ کہ جلانے والے اور جلال کے انوار جلانے والے ہیں نہ کہ چمکانے والے اور ہر عقل اور سمجھ ان معانی کا ادراک نہیں کرتی اور کبھی ہوتا ہے کہ صفات جلال کا نور محض تاریک ہوتا ہے اور عقل کس طرح سمجھے تاریک نور کو کیونکہ عقل دوضدوں کے جمع کو محال جانتی ہے اگر اس اشارہ کو سمجھ سکتے ہو جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دوزخ کو چند ہزار سال روشن کیا یہاں تک کہ سرخ ہوگئی پھر اور چند ہزار سال روشن کیا یہاں تک کہ سفید ہوگئی پھر اور چند ہزار سال روشن کیا یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی اور اب سیاہ ہے تو اس سیاہ آگ کے دھوئیں کو عقل کیسے سمجھے اور اس مقام سے کہ وحدت کی حقیقت وحدانیت ہے جب نظر کرو تو ہر جگہ دو جہان میں جو نور و ظلمت ہے یہ قہر و لطف کے انوار کے پرتو سے ہے کہ:

اَللّٰـهُ نُـوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط [1] اللہ نور ہے آسمانوں اوزمین کا

اور اسی حقیقت کی بناپر نور و ظلمت کو لفظ جَعَلَ سے ثابت کیا نہ کہ لفظ خَلَقَ سے فرمایا

خَـلَـقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَـعَـلَ الـظُّـلُـمٰتِ وَالـنُّـوْرَ ط [2] آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا اور تاریکیوں اور نور کو بنایا۔

خلقت دوسرے کی بتائی اور جعلیت دوسرے کی ان اشاروں کے ضمن میں بہت سے معنی ہیں جو ہر سمجھ کے لائق نہیں ہیں۔

شعر

محرم دولت نبود ہر سری محرم دولت نہو ہر ایک سر
بار مسیحا نکشد ہر خری بار مسیحا نہ لے ہر ایک خر

لیکن صفات جلال سلوک کے مقام فناء الفنا میں الوہیت کی ہیبت ظاہر کرتی ہیں ایک سیاہ نور بقا دینے والا مارنے والا جلانے والا دیکھا جاتا ہے کہ اس کی ممیت ہونے کی سطوت عظمت سے ظلم اعظم ورسوم فہم کا توڑ ودفعیہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ شیخ احمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ اس معنی میں ایک رمز فرماتے ہیں۔

شعر

دیدیم نہان گیتی و ازاصل جہان دیکھا کہ ہے پوشیدہ جہان دگیتی
واز علت دعا بر گز شتم آسان آسانی سے چھوڑ آیا میں سب تاریکی

---

[1] پ۱۸ النور ۳۵ [2] پ ۷ انعام ۱

در نور سفید و سیاہ ماہ ندیدیم	میں نور سفید و سیاہ میں رہتا تھا
زان نیز گزشتیم نہ این ماند نہ آن	اس سے بھی نکل آیا یہی ہے نہ وہی

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم طلب راہ ارنـا الاشیـاء کمـا ھی (دکھا ہم کو چیزیں جیسی ہیں) میں صفات لطف وقہر کے انوار کا ظہور طلب فرماتے ہیں جو صفات ذات ہیں اور جس چیز کا عالم میں کوئی وجود ہے یا صفات لطف کے انوار کے پرتو سے ہے یا وجود حقیقی لایزالی ولم یزلی کے انوار کے پرتو سے ہے جیسا کہ فرمایا:

هُـوَ الْاَ وَّلُ وَالْا خِـرُوَ الـظَّا هِرُ	وہی اوّل ہے اور وہی آخر اور وہی ظاہر
وَالْبَاطِنُ ج ۱	ہے اور وہی باطن۔

دوسری جو چیز ہے اس کے ساتھ ہے یا اس سے ہے یہ ہے صاف بے پوست کی بات ۔

رباعی

دل مغزِ حقیقت است تن پوست بہ بین	دل مغزِ حقیقت ہے بدن ہے اک پوست
درکسوت روح صورت دوست بہ بین	اس کسوتِ روح میں تو ہے صورت دوست
ہر چیز کہ او نشان ہستی دارد	جو چیز کہ رکھتی ہے نشان ہستی
یا اوست بجائ دیدہ یا دوست بہ بین	یا خود ہے بجائے دیدہ یا ہے ہمہ اوست

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ ابتدائے سلوک میں یا انتہائے سلوک میں بعض سالکوں کو یہ مرحلہ پیش آتا ہے کہ تجلی صمدیت سے مشرف ہوتے ہیں اور یہی سالک کی ہلاکت کا مقام ہے یہاں مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے وہی اس کو بھنور سے نکال کر لاسکتا ہے۔ آپ نے تقریباً ان الفاظ میں یہ واقعہ بیان فرمایا کہ اخی محمد دہستانی جب مغلوب الحال ہوگئے تو ان کے شیخ نے ان کو للکارا اور دریافت کیا کہ تم کس حال میں ہو اور تم نے کیا دیکھا بتاؤ! تو انہوں نے کہا نہ میں جانتا ہوں اور نہ میں کہہ سکتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کیا بکواس کرتے ہو (گھاس مت چباؤ۔ ژاژ مخائی) اسکے بعد وہ جو جو کہہ سکتے تھے وہ انہوں نے کہا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ مقام ''بہت عالی'' تھا۔ اس کے کچھ دنوں بعد پھر تجلی صمدیت ان پر آشکارا ہوئی۔ یہ مقام اتنا بلند ہوتا ہے کہ اس مقام پر پہنچ کر سالک کی کھانے پینے کی احتیاج ختم ہو جاتی ہے۔ جب اخی محمد دہستانی نے اپنے آپ کو اس مقام میں دیکھا تو ان میں غرور پیدا ہوا اور دل میں یہ خیال آیا کہ نہ کھانا حق کی صفت ہے اور اب یہ صفت مجھ کو حاصل ہوگئی ہے۔ پس اس کے باطن میں خدائی کا دعویٰ پیدا ہونے لگا اور کھانا پینا بالکل چھوڑ دیا۔ میں ؎ ان کو بہت مارتا تھا اور ان کے منہ میں لکڑی ٹھونس دیتا تھا ان کے منہ میں شربت ڈالتا تھا

---

۱ پ ۲۷ الحدید ۳ ؎ یعنی ان کے شیخ ۱۲

http://Ashrafi.org

وہ فوراً الٹ دیتے تھے اور ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا تھا۔ میں نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا کہ خود ہی کھائیں گے۔لیکن چھ سال گزر گئے انہوں نے کچھ نہیں کھایا لیکن وہ میرے پاس رہے۔ان کی ایک سعادت یہ تھی کہ وہ خود کو مجھ سے کسی وقت بے نیاز نہیں سمجھتے تھے۔اور اگر کبھی ایسا ہو جاتا تو وہ اس بھنور میں پڑ کر کب کے ہلاک ہو گئے ہوتے۔میں اس معاملہ کے بعد کعبہ شریف کو گیا اور ان کو ہمراہ لیتا گیا۔ ان کو ساتھ لے جانے سے میرا مقصد یہ تھا کہ کچھ لوگ اس حال کو ناممکن سمجھتے تھے اور حق تعالیٰ کی قدرت میں شک کرتے تھے اوراس شک میں ان کا نقصان تھا جب ان لوگوں نے ان کی اس حالت کا مشاہدہ کیا توان کا وہ شک رفع ہوگیااور یقین آ گیا۔ جب کعبہ مکرمہ سے ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو میں نے اخی محمد دہستانی سے کہا کہ اگرتم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہو اور اگرتم میرے مرید ہو توتم کو وہی کرنا پڑے گا۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمل فرماتے تھے اور میں کرتا ہوں (یعنی کھانا پینا جاری رکھنا) اگر ایسا نہیں ہے تو تم یہاں سے جاؤ۔اب تم میرے پاس نہیں رہ سکتے اس وقت میرے ساتھ علی دوستی موجود تھے انہوں نے ان کے منہ میں لقمہ رکھ دیا اورانہوں نے کھالیا۔اس کے بعد میں نے ان کے لیے تین نوالے روزانہ مقرر کردیے اوروہ کھانے لگے۔اس طرح حق تعالیٰ نے ان کواس بھنور سے بچالیا۔حضرت فرماتے تھے کہ سالک وعارف کی کامیابی کی غایت ونہایت اس کے عین ثابتہ وصور علمیہ تک ہے۔ یہ مقام خاص اہل وراثت میں اکمل شخص کے لئے ہے اور بعضوں کو ہوتا ہے کہ اس مرتبہ سے عبور عطا فرماتے اور منزل وحدت تک پہونچا دیتے ہیں۔ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ[۱] ۔ چنانچہ فتوحات مکیہ میں مذکور ہے کہ جب ابن القائد مرتبہ وصول میں حضرت واحدیت تک پہنچ گئے اچانک ان کو وہاں قدموں کے نشان نظر آئے ان کو بڑی غیرت آئی کہ یہ کس کے قدم کے نشان ہیں ۔حالانکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ کوئی شخص مجھ سے اس منزل میں سبقت نہیں لے جاسکتا۔آخر کار ان کو بتایا گیا کے قدموں کے یہ نشانات تمہارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں تب ان کے دل کو تسکین ہوئی۔

شعر

چہ عالی ہمتا نند کز فتوت   ہے کیسی عالی ہمت وہ جماعت
کہ پی در پی روند راہِ نبّوت   چلے جو پے بہ پے راہِ نبّوت

حضرت قدوۃالکبرانے فرمایا کہ ایک روز حضرت مخدوم (شیخ علاؤالدین گنج نبات کے روبرو کشف کا ذکر ہوا حضرت مخدومی نے فرمایا کہ کشف محققین کی اصطلاح میں نسبت شہودیہ کا ملکہ بن جانا ہے اور وجود ذوقیہ کا وصف لازم بن جانا کشف ہے اس طرح کہ ایک ذرادیر کے لیے بھی سالک اس کی نسبت سے غافل

---

۱ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

http://Ashrafi.org

نہ ہو اور اس شہود سے غفلت نہ برتے۔ بعض مشائخ کے نزدیک کشف سے مراد سالک کی چشم نگاہ سے حجاب کونی و نقاب ظاہری کا اٹھ جانا اور دور ہوجاناہے اس طرح سے کہ سوکوس اور ہزار کوس کے واقعات بھی اس کے سامنے ہوں۔صرف یہی نہیں بلکہ ہر زمانہ کے معاملات اور واقعاتِ روزگار کا وہ مشاہدہ کرے۔

رومیوں اور زنگیوں کی جنگ

ایک دن حضرت قدوۃالکبرا بلخ کی جامع مسجد میں تشریف فرماتھے آپ کے ساتھ بعض احباب و اصحاب کبار مثلاً شیخ نجم الدین صغیر،شیخ نجم الدین کبیر۔بابا قلی ترک اوران کے علاوہ کچھ اور حضرات تھے۔اس وقت آپ معارف(طریقت) پراظہار خیال فرمارہے تھے اور اہالیان مجلس ہمہ تن گوش ان معارف کوسن رہے تھے کہ یکایک آپ اپنا عصالے کر اٹھے اور جامع مسجد کی دیوار پر کئی مرتبہ بڑے غضب کے ساتھ مارا۔ حاضرین اس عجیب وغریب حالت کے مشاہدہ سے حیران تھے جب یہ حالت جلال فرد ہوئی تو حضرت نورالعین نے جرأت کرکے آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا صورت تھی اور آپ نے کس وجہ سے عصا دیوار پر مارا آپ نے بہت کچھ ٹالا ۔ لیکن اصرار کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس وقت دریائے پارہ کے قریب رومی فوج کے ایک دستہ اور زنگیو ں کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی اور دلیرانہ جنگ و جدال جاری تھا۔رومیوں کے دستہ میں ہمارا ایک مرید بھی شامل تھا۔اس نے ہم سے مدد چاہی تھی۔ہمت فقیرانہ نے اس کی دستگیری کی اورحق تعالیٰ نے رومی دستہ کو مظفروفتحمند فرمایا اور زنگیوں کا لشکر منہزم ہوگیا۔سوسوار زنگیوں کے میدان جنگ میں کام آئے۔ان حبشیوں میں سے ایک حبشی ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔اس کے بائیں ہاتھ پرتلوار کا ایسا کاری زخم آیا کہ وہ کٹ گیا۔بعض مریدوں کی تسکین خاطر اور کچھ طالبوں کے یقین وعقیدۂ فاتر کے لئے فرمایا کہ اس واقعہ کی تاریخ لکھ لو۔چند روز کے بعد اسی جنگ کا ایک زخمی سپاہی یہاں آیا اور اس کے بیان سے اور حضرت کے بیان سے جب مقابلہ کیا گیا تو بالکل ایک ہی بات نکلی ۔

قطعہ

زہی نورِ ضمیر حضرت میر — خوشا نورِ ضمیر حضرت میر
کہ جام جم بہ پیشِ اوسفال است — ہے جام جم مقابل اس کے ایک جام
زماضی تا باستقبال احوال — گذشتہ اور آئندہ کی حالت
بہ پیش چشم او موقوف حالست — نگہ میں حال ان کے ہیں سب انجام

صاحبقران تیمور لنگ کے حملہ کے وقت حضرت قدوۃالکبرابعض اصحاب کے ساتھ مثلاً حضرت نورالعین وحضرت شیخ ابوالقاسم وشیخ علی سمنانی وباباحسین خادم ومولانا عزیزالدین بطورتفریح طبع بہادروں کی جنگ اورمقابلہ کا منظر دیکھنے کے لئے ایک پہاڑی پرتشریف لے گئے تھے وہاں چڑھ کر دیکھا کہ دونوں طرف کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہیں۔

http://Ashrafi.org

مثنوی

یلان بر نشستند از بہر جنگ — ہوئے پہلوان بہرِ حملہ سوار
زرہ پوش درجنگ کردہ نہنگ — زرہ پوش نے ہاتھ میں لی کٹار
چو میدان بلشکر بر آراستند — جو میداں میں فوجیں ہوئی ہیں کھڑی
زہر سو یلان مردی خواستند — دکھانے لگے پہلواں مردی
زہر فوج آمد یل جنگ ساز — ہر ایک فوج سے نکلا ایک جنگجو
چو کوہی کہ آید بکوہِ فراز — پہاڑ آئے جس طرح خود کوہ کو
ہز بران تناور در آریختند — شجاع و پہلواں بھڑنے لگے
چو شیران بشیران بہم ریختند — بہم شیر سے شیر لڑنے لگے

جب دونوں لشکر گتھ گئے اور فوج کے بہادروں نے تلواریں بلند کیں تو حضرت نے فرمایا کہ دونوں لشکر میرے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہوں فتح دوں اور جس کو چاہوں کامیابی بخشوں ۔ اس گفتگو کے اثناء میں آستینیں چڑھائیں اور اپنے دونوں بازو بڑھائے اور اپنے داہنے بازو کو ایک فوج کے مقابل رکھا اور بائیں بازو کو دوسری فوج کے مقابل لائے اور جس پنجہ کو اوپر کرتے تھے اس طرف کا لشکر فتحمند ہوتا تھا۔اور دوسرا لشکر شکست خوردہ ہوتا تھا۔آپنے پانچ مرتبہ اپنے پنجہ کو بلند فرمایا اور جس طرف یہ پنجہ بلند کیا تھا اس کو پانچوں بار فتح حاصل ہوئی۔اس حالت کا وقوع عجائبات میں سے ہے۔ اور آپ شیخ روز بھان کی رباعی پڑھتے جاتے تھے۔

رباعی

آنم کہ جہان چو حقہ در مشتِ من است — وہ ہوں کہ جہاں بھر میں ہے سکہ میرا
این قوت حق زقوت پشتِ من است — یہ قوت حق ہے نہ کہ دعویٰ میرا
این کون ومکان ہر چہ درین عالم ہست — یہ کون مکاں جو بھی ہیں اس عالم میں
در قبضۂ قدرت دوانگشتِ من است — دو انگلیوں سے سب پہ ہے قبضہ میرا

حضرت نورالعین فرماتے تھے کہ ایک دن حضرت قدوۃالکبرا کے سامنے تلبیس ابلیس کا ذکر واقع ہوا۔فرمایا کہ سالک طریقت کے لئے ہر تجلی جو رحمان نمایاں فرماتا ہے بعینہ وہی تجلی سالک کے سامنے شیطان بھی آراستہ کرتا ہے جس طرح کہ رحمان کے لئے ایک عرش ہے اور وہ اُس پر مستولی ہے اسی طرح شیطان کے لئے بھی ایک تخت ہے اور وہ اس پر مسلط ہے پس اس راہ میں ایک باخبر پیر ہونا چاہیئے تا کہ تجلیات رحمانی ومکائد شیطانی میں تمیز کرے۔بیچارے مجذوب شیرازی اس خونخوار وادی میں بہت روئے ہیں اور کہا ہے ؎

بیت

دوراست سرِ آب درین بادیہ ہشدار	ہے دور یہاں پانی رہو ہوش سے تا کہ
تاغول بیابان نفریبد بہ سرابت	دکھلا کے سراب آنکھ کو شیطاں نہ دے دھوکا

حضرت قدوۃالکبرا نے تقریباً ان الفاظ میں یہ واقعہ بیان فرمایا کہ شیخ عبداللہ خفیف فرماتے ہیں کہ شیخ ابومحمد خفاف چند مشائخ شیراز کے ساتھ یکجا بیٹھے ہوئے تھے اور مشاہدہ کے بارہ میں گفتگو ہورہی تھی۔ ہر ایک اپنے اپنے حال کے مطابق اس سلسلہ میں گفتگو کررہا تھا۔ شیخ ابومحمد خفاف خاموش بیٹھے تھے۔ شیخ موصل حصاص نے ان سے کہا کہ کچھ تم بھی کہو انہوں نے کہا کہ اس بارے میں بہت عمدہ باتیں کہی جا چکی ہیں۔ لہٰذہ میں کیا کہوں! شیخ موصل حضاص نے کہا آخر کچھ تو کہو! انہوں نے کہا کہ جو کچھ آپ حضرات نے فرمایا وہ علم کی انتہا تھی حقیقت مشاہدہ نہ تھی۔ حقیقت مشاہدہ یہ ہے کہ حجاب منکشف ہوجائے اور آپ اس ذات کو عیاں دیکھیں ان لوگوں نے کہا یہ بات تم کو کہاں سے حاصل ہوئی اور تم کو یہ کس طرح علم ہوا؟ تب انہوں نے کہا کہ میں ایک بار تبوک کی وادی میں تھا۔ بہت سے فاقہ کرچکا تھا اور بہت سی تکلیفیں میں نے برداشت کی تھیں۔ میں مناجات میں مشغول تھا کہ یکا یک حجاب اٹھ گیا۔ اور میں نے اس بحت کو عرش پر جلوہ گر پایا۔ میں نے اس کے حضور میں فوراً سجدہ کیا اور عرض کیا: مَـوْلَایَ مَــا هٰــذَا مَـكَــانِـیُ وَمَـوْضَـعِـیُ مِـنْكَ اے میرے آقا! تیرے حضور میں میرا مرتبہ ومقام کیا ہے۔ جب حاضرین نے یہ بات سُنی سب لوگ خاموش رہے۔ شیخ موصل حصاص نے ان سے کہا ذرا چلو تا کہ بعض مشائخ کی زیارت کریں۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور شیخ موصل حصاص ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو محدث وقت شیخ ابن سعدان کے گھر لے گئے۔ ان کو سلام کیا۔ ابن سعدان نے ان کی تعظیم وتکریم کی اور مرحبا کہا۔ شیخ موصل حصاص نے محدث ابن سعدان سے کہا کہ اے شیخ ذرا وہ حدیث سنادیجئے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لـلشّیـطــان عـرش بیـن السّـمــاء	شیطان کے لئے ایک تخت ہے جو آسمان
والارض اذا اراد لـــعـبــد فتــنۃً	اور زمین کے درمیان ہے جب وہ کسی بندہ کو
کشف لہ عنہ	فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کو اس
	بندہ پر ظاہر کردیتا ہے۔

جب شیخ ابو محمد خفاف نے یہ حدیث شریف سنی تو کہا کہ ازراہ کرم ایک بار اس کو اور دھرا دیجئے جناب محدث ابن سعد ان نے اس کو دہرادیا۔ یہ سُن کر رونے لگے اور وہاں سے اٹھ کر باہر چلے گئے اور چند روز تک میں نے ان کو نہیں دیکھا۔ چند روز کے بعد جب وہ آئے تو میں نے کہا کہ اتنے دنوں سے کہاں تھے انہوں نے کہا کہ اس روز کے بعد سے جتنی نمازیں میں نے پڑھی تھیں ان کی قضا پڑھ رہا تھا۔ اس لیے کہ میں نے اس دن سے شیطان کی بندگی کی تھی اور جس جگہ میں نے اس کو دیکھا تھا اور سجدہ کیا تھا میں وہاں پہنچا اور میں نے اس پر لعنت

http://Ashrafi.org

بھیجی اس کے سوااور کچھ چارہ نہیں تھا۔اس کے علاوہ اور کچھ شیخ ابومحمد خفاف نے بیان نہیں کیا۔

ایک بار شیخ کبیر نے صوفیہ کرام کے مذاہب کی تکمیل اور مشارب کی تفصیل پر گفتگو شروع کی اور یہ بات ہونے لگی کہ مشارب صوفیہ میں سے کون سا مشرب مقصد سے نزدیک ہے تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اگر چہ طریق الٰہی وسبیل نا متناہی کے ارباب سلوک واہل سیر سلوک وجہ خاص کے ذریعہ سے سرحد تک پہنچ گئے ہیں لیکن سلسلۂ ترتیب وترکیب کی راہ ودرگاہ کے تیز رفتاروں اور رہ نوردوں کی فضیلت ہی دوسری ہے ،کیونکہ یہ لوگ ہر منزل میں دوسرا فائدہ پاتے ہیں اور ہر محفل میں دوسرے نعمت کھاتے ہیں اور جو سالک کہ اس طریق سے سلوک تمام نہیں کرتا بالآخر اس کو ندامت ہوتی ہے اور اس کے وقت کا نتیجہ حسرت سے مل جاتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ حضرت شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ ایک روز خانقاہ سکاکیہ میں مجھ پر غیوبت طاری ہوئی (میں خود سے غائب ہوگیا)اس حال میں میں نے امام محمد غزالی کو دیکھا کہ وہ سر بزانو بیٹھے ہوئے تھے ان کی انگلیوں میں قلم دبا ہوا تھا اور حیران وششدر تھے میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کیا تحریر کررہے ہیں ۔اور کس فکر میں ہیں انہوں نے فرمایا کہ فکرمند کیوں نہ ہوں کہ میں نے دنیا میں سیمرغ کی بہت سی صفات تحریر کی تھیں اب اس وقت میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ سب غلط تھا۔ میں نے اپنے اس مشاہدہ کو شیخ نورالدین اسفرائنی سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ عجیب بات ہے میں نے بھی جبکہ میں قصبہ سفان میں تھا مشاہدہ کیا کہ حق تعالیٰ مجھ سے فرمارہا ہے کہ تجھے نہیں معلوم کہ جس قدر بھی حسرتیں ہوسکتی ہیں ان سب میں اہم حسرت امام غزالی کی ہے کہ وہ سلوک کے مدارج تمام کیے بغیر ہی ہمارے حضور میں آگیا۔جب میں اس غیب سے بیدار ہوا۔تب میں عالم ظاہری میں سختی کے ساتھ سلوک میں مشغول ہوگیا۔

سلسلہ ترتیب کی شرح اجمالاً جو مناسب تھی بیان کردی گئی جو اس گروہ کے لیے موزوں ہوسکتی تھی۔اب رہا''سلوک وجہ خاص'' کا بیان جو صرف طالبان صادق کے ساتھ مخصوص ہے اس کو انشاء اللہ''لطیفہ اذکار''میں بیان کیا جائے گا۔

ہر چند کے صرف صوفیہ کا مخصوص طبقہ ہی سلوک (طریقت)کے ساتھ مخصوص ہے لیکن اگر چشم انصاف سے دیکھا جائے تو صناع کے تمام طبقے (ہر قسم کے صناع) اور مختلف قسم کے لوگ بھی راہ سلوک طے کررہے ہیں اور یہ بات تم پر ایک مثال سے واضح ہوجائے گی۔تم آسمان اور زمین کے درمیان خانقاہ وگنبد فرض کرو اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ایک شیخ کامل ، دوسرے ارباب ولایت واصحاب ہدایت کو آپ کے بیشمار خلفاء اور ندماءِ کبیر متصور کرو ۔صوفیائے نامدارد مشائخ روزگار کو ان کے اصحاب و طلبہ جانو۔ اور باقی جس قدر طالبان سلوک اور مریدین ہیں یہ سب کے سب گویا ان کے خادم ہیں یہ تمام اصحاب جان ودل کے ساتھ راہ سلوک طے

http://Ashrafi.org

کررہے ہیں۔اب جس قدر ارباب صنعت وحرفت ہیں اور جو اپنے اپنے کام اور صنعت میں مشغول ہیں یہ درحقیقت طالبوں کے کام میں مشغول ہیں کیونکہ بیج بونے والا جو کھیت میں کام کرتا ہے اور طرح طرح کی کھانے کی چیزیں مرتب کرتا ہے اس میں طالبوں کا حصہ ضرور ہے اور کپڑا بننے والا جو بُنائی کی کاریگری میں شغل رکھتا ہے اُن کے لئے لباس بناتا ہے اور اسی طرح تمام طرح کے لوگ اور امراءِ زمانہ وشاہان یگانہ جو بظاہر دولت وحکومت رکھتے ہیں مگر حقیقت میں درویشوں کے خزانہ کے نگراں اور ان کے کاروبار کے محاسب ہیں یہاں اللہ تعالیٰ کا قول

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ ۱؎ — اور میں نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔

کے عروس کے چہرہ کا جمال رخسار سے نقاب اٹھاتا ہے اور وہ یوں کہ جن وانسان ہر ایک کسی کام پر ہیں تاکہ وہ اہل اخلاص خدمت حق میں مشغول رہیں۔پس دنیا والے جو خانقاہ دنیا کے عملہ ہیں ان کو چاہیئے کہ نیت یوں کریں کہ میں اس کام کو اس لئے کرتا ہوں تاکہ مسلمانوں کی حاجتوں کے پورا کرنے اور ان کی ضروریات میں صرف ہو اور اہل طاعت اطمینان سے مشغول رہیں۔ اگر ہر شخص اپنی ضرورت کے موافق حرفتوں اور صنعتوں میں مشغول نہ ہوتو دنیا تباہ ہوجائے اور کسی کو مخلصانہ عبادت ودلجمعی کا اطمینان نہ رہے اور عالم کا دارومدار انہیں فرمانبرداروں کی فرمانبرداری پر ہے اور ہر حالت میں راہ شریعت پر ثابت قدم رہیں اور اپنی کمائی کو مال حرام وشبہ سے بچائے رکھیں اورنہ زیادہ لیں نہ کم دیں اور جب کسی کو پائیں کہ اس حرفت میں ناواقف ہے اور اس مال کی قیمت نہیں جانتا تو زیادہ قیمت پر اس سے نہ بیچیں۔حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن بازار تشریف لے گئے ایک جگہ زمین پر گیہوں کا ڈھیر لگا تھا اور اسے بیچا جارہا تھاحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈھیری میں دستِ مبارک ڈال کر گیہوں کو دیکھا آپ کا دستِ مبارک نمی سے تر ہوگیا آپؐ نے جب دریافت کیا تو اس غلہ کے مالک نے کہا اوپر گرمی پہنچ گئی ہے جس کے سبب سے اس میں نمی آگئی ہے۔حضور علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا جو گیہوں بھیگا ہوا تھا وہ تم نے اوپر کیوں نہیں ڈالا تاکہ ہر شخص دیکھ لیتا کہ یہ گیہوں بھیگا ہوا ہے ۔پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من غشّنا فلیس منّا — جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اور اس بارے میں کوشش کرے کہ اس کے ہاتھ سے دوسرے کو راحت وآرام پہنچے ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے مناجات کی کہ الٰہی !بہشت میں جو میرا ہم نشیں ہوگا اسکو میں دیکھ لوں !ارشاد باری ہوا کہ کل تم

۱؎ پ ۲۷ الذّٰریت ۵۶

http://Ashrafi.org

شہر سے باہر نکلنا جو پہلا شخص تم کو ملے گا وہی جنت میں تمہارا ہم نشین ہوگا۔حضرت داؤ دعلیہ السلام نے ایسا ہی کیا جب وہ شہر سے باہر نکلے تو انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لکڑیوں کا ایک گٹھا پیٹھ پر لادے آرہا ہے۔حضرت داؤ دعلیہ السلام نے اس کو سلام کیا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمہارا کیسا معاملہ ہے (کس طرح اس کی عبادت کرتے ہو) جس کے باعث نبیوں کی ہم نشینی کا تم کو شرف حاصل ہوا ہے۔اس شخص نے جواب دیا: جناب میں ہر روز اپنے ہاتھ سے لکڑیاں چن چن کر یہ گٹھا تیار کرتا ہوں۔اس کو شہر میں لاتا ہوں۔نصف درم میں فروخت کرتا ہوں۔اس نصف درم میں سے دو ''چھدامیں'' (دو دانگ) اپنی والدہ کو دے دیتا ہوں، دو چھدام اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہوں اور باقی دو چھدام (دمڑیاں) اللہ کی راہ میں محتاجوں اور درویشوں کو دیتا ہوں۔حضرت داؤ دعلیہ السلام نے یہ سُن کر کہا جاؤ اپنا بازار دیکھو تم واقعی اس کے لائق ہو کہ نبیوں کی ہم نشینی تم کو حاصل ہو۔حضرت داؤ دعلیہ السلام نے فرمایا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہو تو رہ سکتے ہو! ہیزم کش نے جواب دیا کہ مجھے بہشت میں یہ مرتبہ اس بوجھ اٹھانے کے باعث حاصل ہوا ہے۔یہ سلسلہ تو میری موت تک جاری رہے گا۔

قرآن مجید میں بھی اس سلسلہ میں فرمایا گیا ہے

یَـٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ [۱]	اے ایمان والو! (اللہ کی راہ میں) اپنی کمائی ہوئی پسندیدہ چیزوں میں سے خرچ کرو۔

ایک اور جگہ اس سلسلہ میں اس طرح تاکید فرمائی گئی ہے:

فَکُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ ۝ز [۲]	تو ان میں سے خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔

یہ تاکید اہل صنعت وحرفت کے روشن دلوں سے پوشیدہ نہ رہے گی۔ان کو یہ بات اور یہ تاکید اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے جب وہ اس روش اور طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے تو بظاہر بھی ان کا یہ طرز عمل سلوک کہا جائے گا۔اور بباطن بھی واللہ اعلم بالصواب

بیت

ہر کرا توفیق این افعال شد	جن کو ان احوال کی توفیق ہے
در جہان او صاحب احوال شد	صاحب احوال دنیا میں ہوئے

---

[۱] پ ۳ البقرہ ۲۶۷ [۲] پ ۱۷ الحج ۲۸

http://Ashrafi.org